بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَد نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدرٍ وَّ اَنتُم اَذِلَّۃٌ

جلد 46 — شمارہ 15

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: محمد نسیم خان، منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

شرح چندہ: سالانہ 100 روپے۔ بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ یا 20 ڈالر امریکن۔

2 ذی الحجہ 1417 ہجری 10 شہادت 1367 ہش 10 اپریل 97ء

143516۔ ہفت روزہ بدر قادیان

اخبار احمدیہ

لنڈن ۲؍ اپریل (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ حضور انور نے ۲۸؍ مارچ کو خطبہ جمعہ میں جماعت احمدیہ پاکستان کی مجلس شوریٰ کا افتتاح فرمایا اور شوریٰ سے متعلق بعض ضروری اور ایمان افروز نصائح بیان فرمائیں۔

احباب جماعت حضور انور کی صحت و سلامتی، درازی عمر، مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

خانہ کعبہ جسمانی طور پر محبان صادق کیلئے ایک نمونہ دیا گیا ہے تا انسان جسمانی طور پر اپنے ولولۂ عشق اور محبت کو ظاہر کرے

ارشادات باری تعالیٰ

اِنَّ اَوَّلَ بَیتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِی بِبَکَّۃَ مُبٰرَکاً وَّ ھُدًی لِّلعٰلَمِینَ ○ فِیہِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبرٰھِیمَ ۔ وَمَن دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ البَیتِ مَنِ استَطَاعَ اِلَیہِ سَبِیلاً وَمَن کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ العٰلَمِینَ ○ (آل عمران رکوع ۱۰)

ترجمہ: سب سے پہلا گھر جو تمام لوگوں کے فائدہ کیلئے بنایا گیا تھا وہ ہے جو مکہ میں ہے وہ تمام جہانوں کیلئے برکت کا مقام اور موجب ہدایت ہے۔ اس میں کئی روشن نشانات ہیں وہ ابراہیم کی قیام گاہ ہے اور جو اس میں داخل ہو وہ امن میں آجاتا ہے، اور اللہ نے لوگوں پر فرض کیا ہے کہ وہ اس گھر کا حج کریں یعنی جو بھی اس تک جانے کی توفیق پائے اور جو انکار کرے تو وہ یاد رکھے کہ اللہ تمام جہانوں سے بے پرواہ ہے۔

اَلحَجُّ اَشھُرٌ مَّعلُومٰتٌ فَمَن فَرَضَ فِیھِنَّ الحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِی الحَجِّ وَمَا تَفعَلُوا مِن خَیرٍ یَّعلَمہُ اللّٰہُ وَتَزَوَّدُوا فَاِنَّ خَیرَ الزَّادِ التَّقوٰی وَاتَّقُونِ یٰاُولِی الاَلبَابِ ○

ترجمہ۔ حج کے مہینے سب کے جانے بوجھے ہوئے مہینے ہیں پس جو شخص ان میں حج کا ارادہ پختہ کرے اسے یاد رہے کہ حج کے ایام میں نہ تو کوئی شہوت کی بات نہ کوئی نافرمانی اور نہ کسی قسم کا جھگڑا کرنا جائز ہوگا اور نیکی کا جو کام بھی تم کرو گے اللہ ضرور اس کی قدر کو پہچان لے گا اور زاد راہ ساتھ لو اور یاد رکھو کہ بہتر زاد راہ تقویٰ ہے اور اے عقلمندو میرا تقویٰ اختیار کرو۔

ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عَن اَبِی ھُرَیرَۃَ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صلی اللّٰہُ علیہ وسلّم اَیُّ الاَعمالِ افضَلُ قَالَ ایمَان باللّٰہِ ورسُولِہ قِیلَ ثُمَّ ماذا قَالَ جھاد فی سبیل اللّٰہِ قیل ثُمَّ ماذا قال حجٌّ مبرور (بخاری)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا عمل افضل ہے فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا کہا گیا پھر؟ فرمایا خدا کی راہ میں جہاد عرض کیا گیا اس کے بعد؟ فرمایا حج مبرور۔

عَن عَائشۃَ اُمِ المومنین انھا قالَت یا رسُولَ اللّٰہِ نریٰ الجھادَ اَفضَل العَمَلِ اَفَلاَ نُجاھِدُ قالَ افضلُ الجھادِ حج مبرور (بخاری)

ترجمہ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ ہم جہاد کو افضل جانتے ہیں تو کیوں نہ ہم بھی جہاد میں شریک ہوں فرمایا تمہارے لئے افضل جہاد حج مبرور ہے۔

قالَ سمعتُ النَّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقولُ من حجَّ لِلّٰہِ فلَم یَرفُث ولَم یَفسُق رَجَعَ کَیَومٍ وَلَدَتہُ اُمُّہٗ (بخاری)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس نے اللہ کی رضامندی کی خاطر حج کیا اور دوران حج نہ تو فحش گوئی کی اور نہ گناہ کا ارتکاب کیا تو وہ یوں لوٹے گا گویا اس کی ماں نے اسے ابھی جنا ہو۔

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

”عبادت کے دو حصے ہیں ایک وہ جو انسان اللہ تعالیٰ سے ڈرے جو ڈرنے کا حق ہے۔ دوسرا حصہ عبادت کا یہ ہے کہ انسان خدا سے محبت کرے جو محبت کرنے کا حق ہے۔ یہ حق دو ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ اپنی نسبت انسان سے مانگتا ہے۔ اسلام نے ان دونوں حقوق کو پورا کرنے کے لئے ایک صورت نماز کی رکھی جس میں خدا کے خوف کا پہلو رکھا ہے اور محبت کے اظہار کے لئے حج رکھا ہے۔ حج میں محبت کے سارے ارکان پائے جاتے ہیں۔ بعض وقت شدت محبت میں کپڑے کی بھی حاجت نہیں رہتی عشق بھی ایک جنون ہوتا ہے۔ کپڑوں کو سنوار کر رکھنا یہ عشق میں نہیں رہتا۔ غرض یہ نمونہ جو انتہائی محبت کے لباس میں ہوتا ہے۔ وہ حج میں موجود ہے۔ سر منڈایا جاتا ہے دوڑتے ہیں۔ محبت کا بوسہ رہ گیا وہ بھی ہے۔ جو خدا کی ساری شریعتوں میں تصویری زبان میں چلا آیا ہے۔ پھر قربانی میں بھی کمال عشق دکھایا ہے۔ اسلام نے پورے طور پر ان حقوق کی تکمیل کی تعلیم دی ہے۔ نادان وہ شخص ہے۔ جو نابینائی سے اعتراض کرتا ہے۔“ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۹۹)

”محبت کے عالم میں انسانی روح ہر وقت اپنے محبوب کے گرد گھومتی ہے اور اس کے آستانہ کو بوسہ دیتی ہے۔ ایسا ہی خانہ کعبہ جسمانی طور پر محبان صادق کے لئے ایک نمونہ دیا گیا ہے اور خدا نے فرمایا کہ دیکھو یہ میرا گھر ہے اور حجر اسود میرے آستانہ کا پتھر ہے۔ اور ایسا حکم اس لئے دیا تا انسان جسمانی طور پر اپنے ولولہ عشق اور محبت کو ظاہر کرے۔ سو حج کرنے والے حج کے مقام میں جسمانی طور پر اس کے گرد گھومتے ہیں۔ ایسی صورتیں بنا کر گویا خدا کی محبت میں دیوانہ اور مست ہیں۔ زینت دور کر دیتے ہیں۔ سر منڈوا دیتے ہیں۔ اور مجذوبوں کی شکل بنا کر اس کے گرد عاشقانہ طواف کرتے ہیں۔ اور اس پتھر کو خدا کے آستانہ کا پتھر تصور کر کے بوسہ دیتے ہیں۔ اور یہ جسمانی ولولہ روحانی تپش اور محبت کو پیدا کر دیتا ہے۔ اور جسم اس کے گھر کے گرد طواف کرتا ہے۔ اور سنگ آستانہ کو چومتا ہے اور روح اس وقت محبوب حقیقی کے گرد طواف کرتی ہے۔ اور اس کے روحانی آستانہ کو چومتی ہے۔ اور اس طریق میں کوئی شرک نہیں ایک دوست جانی کا خط پا کر بھی اس کو چومتا ہے کوئی مسلمان خانہ کعبہ کی پرستش نہیں کرتا۔ اور نہ حجر اسود سے مرادیں مانگتا ہے بلکہ صرف خدا کا قرار دادہ ایک جسمانی نمونہ سمجھا جاتا ہے۔ بس جس طرح ہم زمین پر سجدہ کرتے ہیں مگر وہ سجدہ زمین کے لئے نہیں ایسا ہی ہم حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں مگر وہ بوسہ اس پتھر کے لئے نہیں۔ پتھر تو پتھر ہے جو نہ کسی کو نفع دے سکتا نہ نقصان مگر اس محبوب کے ہاتھ کا ہے۔ اس نے اس کو اپنے آستانہ کا نمونہ ٹھہرا لیا۔“ (روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۱۰۰)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لا اله الا الله محمد رسول الله

ہفت روزہ بدر قادیان | اداریہ | 10/ اپریل 97ء

فیشن کے رنگ میں بُرائی پر پابندی

(۳)

گزشتہ گفتگو میں ہم عرض کر چکے ہیں کہ اخلاقی قدروں کو بلند کرنے کا کام جو دراصل مذہبی سربراہوں کے سپرد تھا اس کا جھنڈا آج کل سیاستدانوں نے اپنے مفادات کے پیش نظر اٹھا رکھا ہے اور چونکہ اس سلسلہ میں پہلے سے طے شدہ کوئی قانون نہیں ہے۔ جی ہاں ایسا قانون جسے کسی اعلیٰ اور ارفع طاقت کی زبردست حمایت حاصل ہو۔ اس لئے اپنی طرف سے بنائے گئے قانون کو جب چاہے جاری کر دیا جاتا ہے اور جب چاہے توڑ دیا جاتا ہے۔

مختلف قسم کی اخلاقی بیماریوں اور برائیوں میں سے صرف ایک برائی منشیات و شراب نوشی کی مثال دیتے ہوئے اعداد و شمار کی روشنی میں ہم نے بتایا تھا کہ اس برائی کو آج تک سنجیدگی سے نہ ختم کر سکنے کے باعث ہی یہ اس قدر اونچی سطح تک جا چکی ہے کہ اسے ختم کرنا اب ایک نہایت مشکل مسئلہ نظر آتا ہے۔

اب ہم بتاتے ہیں کہ مذہبی لیڈر اس فریضہ سے اس قدر غافل کیوں ہیں اور کیوں وہ اس سلسلہ میں مایوسی کا شکار ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سوائے قرآن مجید کے باقی بنیادی مذہبی کتب کے ماننے والے اپنی اپنی مذہبی کتب کی روشنی میں منشیات پر پابندی اور ممانعت کا فیصلہ صادر کر ہی نہیں سکتے جہاں تک ویدوں کا تعلق ہے نہ تو وہ پنڈتوں کا ساتھ دیتے ہیں کہ وہ ان کے حوالے سے شراب کی ممانعت کریں اور نہ ہی بائبل پادریوں اور یہودی راہبوں کو اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ وہ اس کے حوالہ سے شراب کی حرمت کا اعلان کریں اور یہ دونوں. بنیادی مذہبی کتب ایسی ہیں جو دنیا کے کروڑوں عوام کی نمائندگی کرتی ہیں بقول ان کتب کے ان کے مذہبی لیڈر رشی دیوتا اور انبیا بھی شراب پیتے تھے اب جن کے انبیاء اور دیوتا بقول ان کے شراب نوشی کرتے تھے یا جس گھر کے بڑے منشیات کے عادی ہوں وہ اپنے بچوں کو کس طرح اس عادتِ بد سے روک سکتے ہیں

ہندوؤں کی مقدس کتاب وید میں اندر دیوتا کے ضمن میں جا بجا مدہوش کر دینے والے سوم رس کا ذکر ملتا ہے اور آج بھی ہندو سوسائٹی میں شراب کو سوم رس کہہ کر استعمال کر لینے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کی جاتی۔ ویدوں میں مختلف جگہوں پر اندر دیوتا کے شراب پینے کا شراب پی کر اپنے دشمنوں پر قابو پا لینے اور شراب پی کر ان کی مونچھ داڑھی کے ہرے رنگ کے ہو جانے کا تذکرہ ملتا ہے۔

اندر دیوتا کو دعوتِ سوم دیتے ہوئے ہندو پجاری کہتا ہے :

आ याहि सुषुमा हि त इन्द्र सोमं पिबा इमम् एंद बर्हि: सदो मम (२) (اتھروید کانڈ ۲۰ ادھیائے ایک سوکت چھ)

ترجمہ : اے اندر! یہاں آؤ! ہم نے سوم کو سنسکرت کیا ہے اسی لئے اسے پیو اور وسیع طور پر عزت حاصل کرو۔

असुन्वामिंद्र संसदं विषूचीं व्यनाशय:। सोम्पा उत्तरो भवन (५) (اتھروید کانڈ ۲۰ ادھیائے ۶ سوکت ۲۹)

ترجمہ : اے اندر تم سوم پی کر طاقتور ہوتے ہو اور جہاں سوم نہیں ہو تا وہاں کے سماج کو تباہ کر دیتے ہو۔

پھر لکھا ہے کہ اندر دیوتا اس قدر شراب پیتے ہیں کہ پی پی کر ان کی داڑی مونچھ ٹھوڑی سب ہرے رنگ کے ہو گئے ہیں لکھا ہے۔

हरिश्मशारुर्हरिकेश आयसस्तुरस्पेये यो हरिपा अवर्धत अर्वदिभर्यो हरिभिर्वा जिनीवसूरति विश्वा दूरिता पारिशद्धरी।

ترجمہ : اندر کے بال۔ داڑھی۔ مونچھ سب ہرے رنگ کے ہیں وہ سوم کے سنسکارت ہونے پر سوم کو پیتے ہوئے ترقی کو حاصل کرتے ہیں۔

(اتھروید کانڈ ۲۰ ادھیائے ۳ سوکت ۳۱)

پھر سوکت ۳۲ میں ہے :

"تم سوم پینے کی خواہش کرنے والے ہو اور سوم پینے سے ہری رنگ کی ہوئی ٹھوڑی والے ہو*۔"

اسی طرح بائبل (عہد نامہ قدیم اور جدید) میں شراب کو حرام نہیں قرار دیا گیا بلکہ بائبل میں یہاں تک لکھا ہے کہ نبیوں نے بھی شراب پی۔ حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق پیدائش باب ۹ آیت ۲۰ تا ۲۱ میں مرقوم ہے۔

"اور نوح کھیتی باڑی کرنے لگا اور اس نے ایک انگور کا باغ لگایا اور اس کی مے پی کر نشے میں آیا۔" اسی طرح حضرت ابراہیم کے متعلق پیدائش باب ۱۴ آیت ۱۸ میں ہے کہ بادشاہ نے ان کو دعوت میں شراب پیش کی۔

"اور ملک صدق سالم کا بادشاہ روٹی اور مے نکال لایا اور وہ خدا تعالیٰ کا کاہن تھا اور اس نے اس کو برکت دے کر کہا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو آسمان اور زمین کا مالک ہے ابرام مبارک ہو۔"

پھر حضرت لوطؑ کے متعلق لکھا ہے کہ ان کی لڑکیوں نے ان کو شراب پلائی۔

پھر بائبل کے بیان کے مطابق حضرت اسحٰق نے نہ صرف خود شراب پی بلکہ اپنے بیٹوں کو دعا دی کہ خدا انہیں شراب کی برکت بخشے۔ لکھا ہے :

"پھر اس کے باپ اسحٰق نے اُسے کہا کہ اے بیٹے اب نزدیک آ اور مجھے چوم وہ نزدیک گیا اور اُسے چوما تب اس نے اس کے لباس کی باس پائی اور اسے برکت دی اور کہا کہ میرے بیٹے کی ریح اس کھیت کی ریح کے مانند ہے جس میں خداوند نے برکت بخشی ہے خدا آسمان کی اوس اور زمین کی چکنائی اناج اور شراب کی زیادتی تجھے بخشے۔"

(پیدائش باب ۲۷ آیت ۲۶ تا ۲۸)

اسی طرح شرعی نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی شراب کو خداوند کا چڑھاوا قرار دیا اور حضرت ہارون کے متعلق لکھا ہے کہ اللہ نے انہیں فرمایا۔

"سب اچھے سے اچھا تیل اور اچھی سے اچھی شراب اور گیہوں اور ان چیزوں کے پھل جنہیں وہ خداوند کو گزرانتے ہیں میں نے تجھ کو دیئے۔"

(گنتی باب ۱۸ آیت ۱۲)

اسی طرح بائبل کے بیان کے مطابق حضرت مسیح نے بھی شراب کو حرام نہیں قرار دیا۔ بلکہ حضرت مسیحؑ کا پہلا معجزہ ہی یہ تھا کہ انہوں نے پانی سے شراب بنا کر دکھا دی چنانچہ لکھا ہے :

"اور تیسرے دن قانائے جلیل میں کسی کا بیاہ ہوا اور یسوع کی ماں وہاں تھی اور یسوع اور اس کے شاگردوں کی بھی اس بیاہ میں دعوت تھی اور جب شراب گھٹ گئی یسوع کی ماں نے اس سے کہا کہ اس کے پاس شراب نہیں رہی یسوع نے اس سے کہا کہ اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام میرا وقت ہنوز نہیں آیا اس کی ماں نے خادموں کو کہا جو کچھ وہ تمہیں کہے سو کرو اور وہاں پتھر کے چھ مٹکے طہارت کے لئے یہودیوں کے دستور کے موافق دھرے تھے اور ہر ایک میں دو یا تین من چیز آسکتی تھی یسوع نے اُن سے کہا کہ مٹکوں میں پانی بھر دو سو انہوں نے اُن کو لبالب بھرا پھر اس نے انہیں کہا کہ اب نکالو اور مجلس کے سردار کے پاس لے جاؤ اور وہ لے گئے اور میر مجلس نے وہ پانی جو شراب بن گیا تھا چکھا اور نہیں جانا کہ یہ کہاں سے تھا مگر نوکر کہ جنہوں نے پانی نکالا تھا جانتے تھے تو میر مجلس نے دُلہا کو بُلایا اور اسے کہا کہ ہر شخص پہلے اچھی مے خرچ کرتا ہے اور ناقص اس وقت کہ جب پی کے چھک جائے پر تو نے اچھی مے اب تک رکھ چھوڑی ہے یہ پہلا معجزہ ہے جو یسوع نے قانائے جلیل میں دکھایا اور اپنا جلال ظاہر کیا اور اس کے شاگرد اس پر ایمان لائے۔*

(یوحنا باب ۲ آیت ۱ تا ۱۱)

گویا بنی اسرائیل کے انبیاء میں حتیٰ کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ تک بقول بائبل شراب نہ صرف جائز بلکہ معجزہ کے طور پر بھی

اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ مذاہب جن کی مسلمہ کتب شراب کے جواز اور اس کے حلال ہونے کا اعلان کر رہے ہیں وہ پھر کس منہ سے آج اس کے حرام ہونے کی تلقین کے ساتھ ساتھ اس کے نقصانات بتا سکیں گے۔ بلکہ آج اگر سیاسی لیڈر شراب کو حرام قرار دیں تو یہ مذاہب تو کہہ سکتے ہیں کہ جبکہ ہمارے مذاہب نے اس کو حرام قرار نہیں دیا تو ہم پھر کیوں سیاستدانوں کی اس روک کو قبول کریں۔

پس حقیقت یہ ہے کہ چونکہ قرآن مجید کے علاوہ دیگر مذاہب میں شراب کی حرمت کا واضح اعلان نہیں کیا گیا۔ لہذا آج کل کے مذہبی لیڈران اپنی کتب کے حوالہ سے اس پر پابندی کے حقدار نہیں البتہ اب اس کے نقصانات محسوس کر کے بے شک وعظ کریں لیکن مذہبی کتب ان کا ساتھ نہیں دیں گی۔ اور مدعی سست اور گواہ چست والی بات ہو گی۔

اس ایک مثال سے واضح طور پر سمجھا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید ہی وہ روشن و بین کتاب ہے اور وہ اتم و اکمل صحیفہ ہے جو آج کل کے زمانہ کے مطابق دنیا کے مسائل کا حل بیان کر سکتا ہے۔ لو پر ہم شراب کی ہی مثال سے یہ امر واضح کر رہے تھے کہ آج کے دور کو تباہ و برباد کرنے والی نسلوں کو اُجاڑنے والی اور گھروں کو ویران کرنے والی برائیوں میں سے ایک شراب ہے لیکن قرآن مجید کے علاوہ دیگر کتب اس کی حرمت کے بیان میں ناکام رہے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ہم ان مذاہب کی ابتدائی اور بنیادی کتب کے حوالے دے چکے ہیں جو ان دنوں کروڑوں عوام کی نمائندگی کرتے ہیں۔

آئندہ گفتگو میں ہم قرآن مجید کے مطابق شراب کی حرمت اور اس کے فلسفہ پر تفصیل سے روشنی ڈالیں گے اور بتائیں گے کہ قرآن مجید نہ صرف سنجیدگی سے برائیوں پر روک لگاتا ہے بلکہ اس کا فلسفہ بھی پیش فرما کر انسانی عقل کو اس طرف مائل کرتا ہے کہ برائیوں سے رُکنا عین انسانی فائدہ ہے (باقی)

(منیر احمد خادم)

* تمام حوالہ جات اتھروید حصہ دوم شائع کردہ سنسکرت سنستھان خواجہ کتب (وید نگر) بریلی (یوپی) سے لئے گئے ہیں

* بائبل کے تمام حوالہ جات ۱۸۹۷ء میں پنجاب بائبل سوسائٹی لاہور کی طرف سے چھٹی بار شائع کی جانے والی بائبل سے لئے گئے ہیں۔

درخواستہائے دعا :

☆ مکرمہ عائشہ صدیقہ صاحبہ آف ہمبرگ جرمنی کو اللہ تعالیٰ نے نواسے اور پوتے سے نوازا ہے۔ ان بچوں کے نیک صالح اور خادم دین بننے کیلئے نیز موصوفہ کی صحت و تندرستی اور بچوں کی خوشحالی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(اعانت بدر ۵۰ مارک)

☆ محترمہ زمرہ بوزنین صاحبہ کی صحت و سلامتی کیلئے نیز ان کے بچوں کو احمدیت کے نور سے منور ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر ۲۰ مارک)

☆ محترمہ بیگ زادہ بوزنین کو شدید اعصابی تکلیف ہے ان کی کامل صحت و تندرستی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(اعانت بدر ۲۰ مارک)

(ادارہ)

خطبہ جمعہ

ایمان کے تقاضے پورے کرنے کے لئے احتساب ضروری ہے۔

احتساب کے لئے تو باقی سارا قرآن کریم ہے ہی مگر ایک سورہ فاتحہ ہی کافی ہے۔

قرآن کے مطالب بھی سورہ فاتحہ پرغور کرنے اور اس کی محبت کے نتیجے میں عطا ہوتے ہیں۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۴ جنوری ۱۹۹۷ء مطابق ۲۴ صلح ۱۳۷۶ ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ "بدر" اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾.

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ (سورہ الانعام: ۱۵۲)

گزشتہ خطبے پہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اقتباس کے تعلق میں جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان فرمائی تھی میں نے یہ آیت پڑھی تھی اور اس کا تعلق جوڑ کر آپ سے یہ گزارش کی تھی کہ انشاء اللہ آئندہ خطبے کے موقع پر میں اس مضمون کو مزید کھولوں گا۔ دراصل اس آیت کا جو پہلا حصہ ہے وہ پیش نظر ہے جس میں یہ فرمایا گیا ہے "قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم" تو کہہ دے کہ آؤ میں تمہیں پڑھ کے سناتا ہوں کہ تمہارے رب نے کیا حرام کر دیا ہے "الا تشرکو به شیئاً" کہ اس کا شریک نہیں ٹھہرانا۔ ہرگز کسی قیمت پر، کسی قسم کا کوئی شریک خدا کا نہیں ٹھہراؤ گے "و بالوالدین احساناً" اور والدین پر احسان۔

اس سے پہلے اس آیت پر ایک خطبے کے دوران میں نے اس مضمون کو کھولا تھا کہ بظاہر تو یوں لگتا ہے جیسے احسان بھی حرام کر دیا گیا ہے اور نیا ایک فعل بیچ میں نہیں آیا اور یہ حکم دیا کہ تم احسان کرو۔ تو اس کے مختلف پہلو ہیں جن کے اوپر علماء بحث کر چکے ہیں۔ اکثر وہ اس حکم کو حذف مانتے ہیں اور کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ شرک حرام اور والدین کی اطاعت اور ان کی فرمانبرداری، ان سے حسن سلوک، احسان یہاں مفعول بہ بن جائے گا، ان سے احسان کرنا فرض ہو گیا ہے۔ لیکن ایک اور پہلو سے اگر احسان کے لفظ کو وسیع معنوں میں دیکھا جائے تو اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھی ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے ہمیں نمازوں میں احسان کرنے کی خصوصیت کے ساتھ تاکید فرمائی۔

پس والدین سے احسان اور معنوں میں ہوگا اور خدا تعالیٰ سے احسان اور معنوں میں اور دونوں کا اصل بنیادی تعلق احسان ہی سے ہے۔ یعنی ایک احسان کے بدلے احسان کی کوشش کرنا۔ تو اس طرح اگر اس آیت کو بعینہ ظاہری لفظوں میں دیکھا جائے تو یہ مطلب بنے گا "تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکو به شیئاً و بالوالدین"۔ تم پر حرام کر دیا ہے اللہ نے کہ خدا کا شریک ٹھہراؤ یا دنیاوی تعلقات میں والدین کا شریک ٹھہراؤ۔ کیوں کرو ایسا "احساناً"۔ احسان کے پیش نظر۔ کیونکہ اللہ کا بھی ایک ایسا احسان ہے تم پر جس میں کوئی کائنات میں اور شریک نہیں ہے بلکہ ساری کائنات اس کے احسان کا ایک مظہر ہے۔ تم پر احسان کیا تو کائنات وجود میں آئی تم پر احسان کرنا مقصود تھا تو کائنات کو پیدا کیا گیا۔ تو اتنے بڑے احسان کے بدلے اگر تم اس کے شریک ٹھہرانے لگو تو اس سے زیادہ بے حیائی اور ناشکری اور ممکن ہی نہیں ہے۔ اور تمہیں وجود کی خلعت بخشی ماں باپ نے۔ ماں باپ نہ ہوں تو تمہاری دنیا وجود میں نہ آئے۔ تو یہ دونوں اقدار مشترک ہیں، مشترکہ اقدار ہیں۔ خدا تعالیٰ کی تخلیق میں اور ماں باپ کے اپنے بچوں کو پیدا کرنے میں یہ دونوں قدر مشترک ہیں اور جو احسان فراموش ہیں وہ تو یہ بھی کہہ دیتے ہیں ہم نے کب خدا سے کہا تھا کہ ہمیں پیدا کرو اور ماں باپ کے متعلق بھی کہتے ہیں اپنی خاطر کیا ہے ہم پر مفت کا احسان، ہم نے کب کہا تھا پیدا کرو۔ اگر اپنی خاطر پیدا کیا تھا جو کچھ بھی کیا تو اس لوتھڑے کو سینے سے لگائے کیوں پھرے، کیوں اس کی تکلیفیں برداشت کیں، کیوں اس کو پال پوس کر پیار سے جو چیزیں اپنے اوپر خرچ کر سکتے تھے اپنی ذات کی قربانی کی ان پر خرچ کیں، بچپن سے کتنے نخرے برداشت کیے۔ یہ بات ثابت کرتی ہے کہ اپنی خاطر نہیں کیا، تمہاری خاطر ہی کیا ہے۔ اور احسان جو ہے وہ ان دونوں صورتوں میں بے مثل ہے کسی اور رشتے میں وہ احسان دکھائی نہیں دیتا جو خدا کے احسان سے مشابہ ہو جو ماں باپ اور بچے کے رشتے میں دکھائی دیتا ہے۔ پس یہ وہ مضمون ہے اگر آپ غور کریں اس پر تو بڑے عظیم مطالب اس سے نکلتے ہیں۔ بنیادی طور پر احسان فراموشی کو سب سے بڑا جرم قرار دیا گیا ہے۔ بنیادی طور پر احسان نافراموشی کی تاکید فرمائی گئی یا احسان فراموشی کو حرام کر دیا، ایک ہی بات ہے۔ احسان فراموشی کو حرام کر دیا یہ بیان کرنا چاہتا ہوں میں۔ پس ان دونوں باتوں کا اس عبارت سے تعلق ہے جو میں نے پچھلی مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں آپ کو پیش کی تھی اور دراصل وہ ایک حدیث کے مضمون سے متعلق ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں ایک وہ جس نے رمضان پایا، پھر رمضان گزر گیا اور اس کے گناہ بخشے نہ گئے اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گزر گئے اور اس کے گناہ بخشے نہ گئے۔" تو ان دونوں میں قدر مشترک وہی ہے جو میں نے اس آیت کے حوالے سے بیان کی ہے کہ احسان کو پیش نظر رکھتے ہوئے انسان جو کچھ بھی اپنے محبت اور خلوص کا اظہار کرتا ہے اس کو احسان کے بدلے احسان کے مشابہ تو قرار دیا جا سکتا ہے مگر احسان کے بدلے وہ احسان چکایا نہیں جا سکتا۔ پس اس آیت کریمہ میں جس طرح میں ترجمہ کر رہا ہوں وہاں "احساناً" کا مطلب ہوگا اللہ اور ماں باپ کے احسان کو پیش نظر رکھتے ہوئے، جو احسان تم پر ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کام کرو۔ تم پر حرام کر دیا گیا ہے کہ اس احسان کو بھلا دو۔

اور دوسرا معنیٰ یہ ہوگا کہ تم احسان کا بدلہ احسان سے دو۔ ماں باپ کے احسان کا بدلہ احسان سے دینا یہ مضمون تو کسی حد تک سمجھ میں آ جاتا ہے مگر اللہ کا بدلہ احسان سے کیسے دو یہ مضمون حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے ہمیں سمجھا دیا اور یوں سمجھایا کہ نماز میں اس طرح نمازیں ادا کرو، اس طرح حضور اختیار کرو خدا کے سامنے کہ گویا وہ تمہیں سامنے کھڑا ہوا دکھائی دے رہا ہے اور اگر یہ نہیں کر سکتے تو اتنا ہی خیال رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ یہ جو احسان ہے یہ کامل توحید کا مظہر ہے۔ جب دوسرے سب خدا مٹ جاتے ہیں، جب تمام تر توجہ خدا کی طرف ہو جاتی ہے اس وقت یہ احسان ہوتا ہے اس کے بغیر ہو نہیں سکتا۔ تو مضمون وہی توحید ہی کا مضمون ہے۔ نماز کے دوران سوائے خدا کے کوئی چیز سامنے نہ رہے۔ اور جب کوئی بڑا آدمی سامنے کھڑا ہو جس کے حضور آپ پیش ہو رہے ہوں تو اس وقت درحقیقت دوسرے سب خیال مٹ جایا کرتے ہیں صرف حضوری کا خیال ہے جو انسان پر قابض ہو جاتا ہے۔

پس شرک کے مضمون کی نفی اس احسان کے ذریعے فرمائی گئی جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے نماز کے حوالے سے ہمارے سامنے کھولا۔ تو احسان کا مضمون ہے تو وہی لیکن مختلف مواقع پر، مختلف صورتوں پہ چسپاں ہوگا اور موقع اور محل کے مطابق اس کے معنے کئے جائیں گے۔ پس یہ وہ دو

باتیں ہیں جن کو پیش نظر رکھتے ہوئے اب آپ غور کریں اس حدیث پر کہ جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کے گناہ بخشے نہ گئے۔

اب یہاں جو گناہ بخشے والا مضمون ہے اس کا تعلق ایک اور حدیث سے بھی ہے جس میں اس کی تشریح فرمائی گئی ہے کہ رمضان کا مہینہ جب گزرتا ہے تو کیا ہونا چاہیے۔ یہ چونکہ پہلی حدیث بھی رمضان کے مہینے سے تعلق رکھتی ہے یہ بھی رمضان کے مہینے سے خصوصیت سے تعلق رکھتی ہے۔ اور یہ بخاری "کتاب الصوم باب فضل من قام رمضان" سے لی گئی ہے۔ حضرت ابو ھریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایمان کے تقاضے اور احتساب کے ساتھ رمضان کی راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اب یہاں لفظ احتساب استعمال ہوا ہے۔ اصل الفاظ یہ ہیں "من قام رمضان ایماناً و احتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه" لفظ احتساب کا ترجمہ جہاں جہاں بھی میں نے دیکھا ہے ہر جگہ "ثواب کی نیت سے" کر دیا گیا ہے، "اجر کی نیت سے" کر دیا گیا ہے جو اس موقع پر بالکل بے تعلق ترجمہ ہے۔

اجر کی نیت سے تو آدمی ہر چیز کرتا ہی ہے اس میں کیا خلوص پایا جاتا ہے۔ آپ تو جہاں تک ممکن ہو انگلی بھی نہ ہلائیں اگر اجر کا مقصد نہ ہو۔ اب جب کان پہ خارش کرنے کے لئے بھی انگلی ہلاتے ہیں تو اجر ہوتا ہے جس کے پیش نظر آپ یہ کام کرتے ہیں ورنہ بیٹھے بیٹھے کیا ضرورت ہے حرکت کرنے کی۔ تو اجر تو ایک عام چیز ہے۔ اجر کی خاطر اگر ایسا کرو گے تو پھر تمہیں بخشا جائے گا بالکل بے تعلق مضمون ہے۔ پس میں نے ڈکشنری کو غور سے دیکھا، مطالعہ کیا تو پتہ چلا کہ دھوکہ اس لئے لگا ہے کہ احتساب کے ساتھ اگر اجر کا لفظ آئے تو پھر ثواب کی خاطر مراد ہوتی ہے اور اگر بغیر کسی لفظ کے احتساب آئے تو وہاں حساب کرنا ACCOUNTING اور شمار کرنا اپنا، ایک ایک چیز کا جائزہ لینا یہ مراد ہوتی ہے۔

چنانچہ محتسب، شہر کے محتسب کا نام آپ نے سنا ہوا ہے شعروں میں بہت ذکر آتا ہے۔ جو شخص لوگوں کا حساب کرتا پھرے کہ کوئی کیا کر رہا ہے ایک انسان جو روزانہ اپنے کھاتے لے کر بیٹھتا ہے حساب کرتا ہے کہ کیا پایا اور کیا کھویا یہ سب لفظ احتساب کے تابع آتا ہے۔ پس جو چوٹی کی لغات ہیں وہ اس فرق کو نمایاں کرتی ہیں۔ کہتی ہیں "احتساباً" خالی، جب اکیلا آئے تو اس سے مراد اول طور پر حساب کرنا ہے کیونکہ لفظ احتساب، حساب ہی سے نکلا ہوا ہے۔ پس حساب کرو۔ احتساب کا مطلب ہے اپنے اوپر حساب کو چسپاں کرکے خود اپنا تنقیدی جائزہ لو۔ اب اتنا عظیم الشان مضمون ترجمہ کرنے والوں نے کس طرح نظر سے اوجھل کر دیا جب بار بار یہ کہا گیا کہ "ثواب کی خاطر"۔ تو ثواب کی خاطر تو ہر چیز کرتے ہیں کونسی چیز ہے جو ثواب کے بغیر کرتے ہوں۔

تو مراد ہے احتساب کی خاطر، جب اپنے نفس کا احتساب کرو گے کہ تم کس حالت میں ہو، روزانہ کیا تمہارا مشغلہ ہے، کیا کیا کام جو برے کام تھے تم نے اب رمضان میں چھوڑنے شروع کر دیئے ہیں۔ کیا کیا کام جو اچھے تھے ان کو پہلے سے زیادہ حسین کرکے تم نے ان پر عمل شروع کیا ہے اس کو احتساب کہتے ہیں۔ تو یہ مضمون بڑی خوبصورتی کے ساتھ، بلکہ ایک نئی شان کے ساتھ آنکھوں کے سامنے ابھرتا ہے جب ہم احتساب کا صحیح ترجمہ کریں۔ تو مراد یہ ہے کہ جو شخص "ایمان کے تقاضے پورا کرتا ہوا" لفظ بھی بات مبہم کرنے والا ہے، جو اللہ پر ایمان کی خاطر ایسا کرتا ہے۔ اب یہ جو پہلا لفظ ہے یہی آنکھیں کھولنے کے لئے بہت کافی ہے۔ بہت سے لوگ روزے رکھتے ہیں تو رسماً روزے رکھتے ہیں۔ بہت سے لوگ روزے رکھتے ہیں لیکن پورا خدا پر ایمان نہیں ہوتا۔ جب بھی رمضان ختم ہو تو واپس انہی پہلی منفی حالتوں کی طرف لوٹ جاتے ہیں اور خدا کے بغیر جو ان کی زندگی ہے وہ از سر نو پھر شروع ہو جاتی ہے۔ ادھر رمضان ختم ہوا ادھر پرانی زندگی لوٹ آئی۔

یہ جو بات ہے بہت گہری بات ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے الفاظ کو کبھی بھی ہلکی نظر سے نہ دیکھیں بہت ہی گہرے مضامین لئے ہوئے ہوتے ہیں۔ تو پہلی بات یہ ہے "ایماناً"۔ اب ماں باپ کا ذکر میں سر دست چھوڑ رہا ہوں، رمضان کی طرف آ رہا ہوں یعنی پہلا جزو جو ہے جس میں اگر آپ کے گناہ بخشے نہ جائیں تو گویا عمر ضائع ہو گئی۔ رمضان ضائع ہو گیا یا عمر ضائع ہو گئی ایک ہی بات ہے۔ ماں باپ گزر جائیں اور گناہ بخشے نہ جائیں تو وقت ضائع ہو گیا یا عمر ضائع ہو گئی دونوں ایک ہی باتیں ہیں۔ ماں باپ کے تعلق میں کیا کیا کرنا چاہیے یہ ایک الگ تفصیلی مضمون ہے۔ چونکہ رمضان میں بات ہو رہی ہے، رمضان کے حوالے سے بات ہو رہی ہے اس لئے میں رمضان کے تعلق میں اس مضمون کو مزید کھولتا ہوں۔

"ایماناً" یعنی اللہ پر ایمان ہے اس لئے روزے رکھ رہا ہوں یہ ایک بہت ہی اہم مضمون ہے۔

سب سے پہلے اپنی نیتوں کو پرکھ کر دیکھیں اور غور کریں کہ واقعتہً اللہ پر ایمان کے نتیجے میں روزہ ہے تو ایمان کے تقاضے بھی پورے کرتے ہیں کہ نہیں۔ وہ ایمان جو فرضی ہو جس میں تقاضے پورے نہ کئے جائیں اس ایمان کا فائدہ کیا۔ اور

ایمان کے تقاضے پورے کرنے کے لئے احتساب ضروری ہے اسی لئے "ایماناً و احتساباً" کے دو لفظوں کو اکٹھا جوڑ دیا گیا ہے اور مضمون کو مکمل کیا گیا ہے

اور یہی بات ہے جس کی طرف میں نے آپ کو پچھلی دفعہ بھی توجہ دلائی تھی مگر اب میں شرک کے حوالے سے اس مضمون کو آگے بڑھانا چاہتا ہوں۔

احتساب یہ کریں کہ کوئی بھی شرک کا پہلو آپ کی اس نیکی میں باقی نہ رہے اور شرک کے تو پہلو آئے دن داخل ہوتے ہی رہتے ہیں اور آدمی سوچتا بھی نہیں کہ چھوٹی سی بات ہے لیکن اس میں ایک شرک کا پہلو تھا۔ جو شخص اللہ کی خاطر روزے رکھتا ہے اور روزانہ یہ حساب کرتا ہے کہ میرا وزن کتنا کم ہوا ہے اور کچھ چربی گھٹی کہ نہیں گھٹی وہ روزے کے اندر اپنے وزن کے گرانے کی ملونی کو بھی داخل کر لیتا ہے اور بظاہر بطور گناہ اس کو احساس بھی نہیں ہوتا۔ اور اگر سرسری جائزہ لے تو گناہ ہے بھی نہیں ایک زائد فائدے کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔ مگر اگر رمضان خالصتہً نہیں تو بہت حد تک اس نیت سے منایا جائے کہ انسان اس موقع پر فائدہ اٹھائے جب سب فاقے کر رہے ہیں اس لئے فاقہ کرنا آسان ہو جائے گا اور ان فاقوں کے دوران اپنی WAIST LINE کم کی جائے اور وزن گرایا جائے تو کون کہہ سکتا ہے یہ گناہ ہے۔ گناہ تو نہیں ہے لیکن رمضان کو "ایماناً" نہیں کہہ سکتے۔ اس رمضان کا ایک جسمانی فائدے سے تعلق تو تھا لیکن آپ کے ایمانی فائدے سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

پس رمضان کو "ایماناً" رکھنے میں ایک تجزیہ یہ ہے کہ شرک کی نفی ہر پہلو سے کی جائے۔ جب آپ خدا کی خاطر کھاتے ہیں اور خدا کی خاطر کھانا چھوڑتے ہیں یہ "ایماناً" ہے۔ تو جب آپ کھاتے ہیں تو کیا ہر لمحہ، ہر لقمے پر خدا کی طرف دھیان جاتا ہے، انسان کا دل جذبات تشکر سے ممنون ہو جاتا ہے کہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے میری بھوک کو مٹایا، میری پیاس کو بجھایا اور یہ ساری نعمتیں جنکو آئے دن میں استعمال کیا کرتا تھا مگر بیدار مغزی کے ساتھ متوجہ نہیں ہوا کرتا تھا اب رمضان کی نعمت، رمضان کی برکت نے مجھے متوجہ کر دیا، مجھے بیدار کر دیا کہ یہ جو میں آئے دن سمجھتا تھا کہ یہ روزمرہ میرا حق ہے اب پتہ چلا کہ حق وق کوئی بھی نہیں اللہ کی طرف سے عطا ہو تو حق ہے ورنہ کچھ بھی نہیں۔ اور یہ جو خیال ہے، یہ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے شرک ہر بدی کی نفی کرنے والی چیز ہے۔ اس کے ساتھ دوسرے خیالات بھی آ جاتے ہیں اور آنے چاہئیں اور یہی احتساب ہے جس کا ایمان کے ساتھ ملا کر ذکر فرمایا گیا ہے۔

ایک تاجر کو اس وقت یہ سوچنا چاہیے کہ مجھے جو جن کھانوں کو میں جائز سمجھتا ہوں اور جائز تھے بھی ان کو جب خدا نے کہا رک جاؤ تو ان کے کھانے سے میں رک گیا۔ جس پانی کو میں اپنا زندگی کا بنیادی حق سمجھتا تھا جب خدا نے فرمایا اس کے پینے سے رک جاؤ میں رک گیا تو جو پانی میں نے پہلے پیئے وہ سب حلال ہو گئے، جو کھانے میں نے پہلے کھائے وہ سب جائز ہو گئے لیکن کیا جس کھانے سے میں روزے کی سحری کر رہا ہوں یا افطار کر رہا ہوں اس میں خدا کی رضا شامل ہے بھی کہ نہیں۔ یہ احتساب کا اگلا قدم ہے۔ کوئی بددیانت تاجر طمانیت قلب کے ساتھ رمضان گزار ہی نہیں سکتا اگر روزانہ صبح و شام صرف سحری اور افطاری کے وقت ہی اپنا احتساب کرلے اور اس پہلو سے کرے جیسا میں بیان کر رہا ہوں۔

روزے "ایماناً" رکھے ہیں تو پھر ایمان کو جانچنا ہوگا۔ اللہ کی خاطر رکا ہوں تو اچھا اب تو رکا ہوں کل کیوں نہیں رکا تھا اور کل کیوں نہیں رکوں گا۔ میں انتظار کر رہا ہوں کہ رمضان گزرے تو ان پابندیوں کی مصیبت سے نجات ملے اور پھر وہی تجارتیں شروع ہو جائیں جو پہلے ہوا کرتی تھیں بلکہ بعض

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI

P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts,
Ladies & Gents Bag, Jachets Wallets etc.
19A, Jawahar Lal Nehru Road
Calcutta- 700081 ☎ 2457153

لوگ تو اس کا بھی انتظار نہیں کرتے۔ روزہ ختم ہوا تو پھر دنیا کے کاروبار اور ان کے ساتھ جتنی بھی بددیانتیاں ملوث ہیں وہ ساری دوبارہ شروع ہو جاتی ہیں۔ تو ساری زندگی کے ساتھ یہ تعلق ہے۔ جس نے رمضان کو پایا اور "ایماناً" اور "احتساباً" رمضان کا حق ادا نہ کر سکا اس کی تو ساری عمر ضائع گئی۔ ماں باپ جس طرح آ کے نکل جاتے ہیں ہاتھ سے اس طرح ہر دفعہ رمضان ایک زندگی لے کر آتا ہے اور ہر دفعہ وہ زندگی واپس لے کے چلا جاتا ہے اگر آپ اس زندگی کے اوپر مضبوطی سے اپنا ہاتھ نہ ڈال دیں اس کو چمٹ نہ جائیں اور وہ اسی طریقے سے ممکن ہے۔

پس ایک رمضان اگر کامیابی سے گزر جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایسا ہی ہے جیسے ساری زندگی اس کی کامیاب ہوگئی، سارا سال کامیاب ہو گیا۔ یہ الفاظ ہیں رمضان اچھا گزرا تو سارا سال اچھا گزر گیا۔ اس کا بھی اسی مضمون سے تعلق ہے کہ رمضان آپ کی زندگی سنوارنے کے لئے کئی قسم کی نعمتیں سجا کر لاتا ہے اور ان نعمتوں کی طرف تو آپ دیکھتے بھی نہیں مگر سحری اور افطاری کی نعمتیں صرف دکھائی دے رہی ہوتی ہیں۔ حالانکہ جو نعمتیں دوسری ہیں یہ تقویٰ کے خیالات کی نعمتیں ہیں۔ یہ احتساب کی نعمتیں ہیں اگر کسی کو نصیب ہو جائیں تو بلاشبہ اس کی ساری زندگی سنور سکتی ہے۔ تو اس پہلو سے آپ اپنے رمضان کا جائزہ لیں اور اپنے گرد و پیش بھی نظر رکھتے ہوئے اپنے اہل و عیال کے رمضان کا بھی جائزہ لیتے رہیں۔ اپنے دوستوں، احباب کے رمضان کا بھی جائزہ لیتے رہیں اور منفی تنقید کی خاطر نہیں بلکہ مثبت رنگ میں، اچھے رنگ میں ان کو رمضان کے فوائد سمجھانے کی خاطر ان کے سامنے یہ باتیں کیا کریں اور اپنے گھر میں ان باتوں پر غور کی عادت ڈالیں۔

بچے جو ہیں وہ بھی بعض دفعہ بڑا گہرا غور کرتے ہیں اور آپ سمجھتے ہیں کہ چھوٹے بچے ہیں ان کو کیا پتہ لگا لیکن فی الحقیقت وہ بہت گہرا غور کر رہے ہوتے ہیں۔ اور بعض دفعہ وہ جب بولتے ہیں تو آدمی حیران ہو جاتا ہے کہ یہ انہوں نے کیا بات کردی ہے۔ پچھلے دنوں ایک درس کے دوران جب میں نے کہا یہ بڑے بڑے کبائر ہیں ان میں ایک یہ تھا کہ ماں باپ کی نافرمانی نہیں کرنی اور دو تین باتیں جو بیان کی تھیں ان میں ایک یہ تھی۔ ایک بچہ اپنی ماں کے سامنے بلبلا کے رویا ہے کہ میرا اللہ مجھے جہنم میں ڈال دے گا۔ یہ تمہیں کیا ہوگیا ہے۔ آپ نے سنا نہیں درس حضور کا، چھوٹا سا بچہ بالکل، وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو نافرمانی کرتا ہے وہ بڑا گناہ کرتا ہے اس کو اللہ جہنم میں ڈال دیتا ہے تو اس بے چارے کو اپنی نافرمانیاں یاد آگئیں چھوٹی سی معصوم عمر میں کبھی ایک بات نہیں مانی باپ کی کبھی دوسری، کبھی ماں کی کوئی بات نہیں سنی، اسی کو احتساب کہتے ہیں۔

تو احتساب تو ایک بچہ بھی کرتا ہے اور بچے کے احتساب میں زیادہ معصومیت ہوتی ہے۔ آپ بھی اس طرح احتساب کریں اس کے نتیجے میں لازم ہے کہ آنکھوں سے آنسو بھی بہیں گے اپنی ساری زندگی کے خلاء آپ کی آنکھوں کے سامنے گھوم جائیں گے بہت سی نیکیاں بجا لاتے رہے مگر ایسے ہی جیسے صحرا میں بیج پھینک دیئے اور مڑ کے نہیں دیکھا کہ اگا بھی تھا کہ نہیں اور اگا تھا تو کیا بنا اس کا۔ تو انسان ساری زندگی اپنی نیکیاں اس طرح ضائع کرتا پھرے تو وہ خدا کو کیسے پائے گا جو روزے کی جزاء ہے۔ پس رمضان شریف میں خصوصیت کے ساتھ اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ تم احسان کا سلوک کرو ان معنوں میں کہ خدا کو سامنے رکھ لو اور یہ مضمون بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔

فرمایا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر نیکی کی ایک جزاء میں نے بنا رکھی ہے اور روزے کی جزاء میں ہوں تو وہ جو احسان کا مضمون میں نے آپ کے سامنے کھولا ہے اسی کی تصدیق فرما رہے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم۔ صرف خدا سامنے رہ جائے اور کچھ نہ رہے اگر اس طرح رمضان گزارو اور بالآخر صرف وہی رہے اور کچھ نہ رہے تو تم سمجھو کہ تم کامیاب ہو گئے ہو تمہاری ساری زندگی کامیاب ہو گئی ہے۔ پھر جب خدا اپنے موحد بندے کو ملتا ہے تو پھر ساری کائنات اس بندے کو مل جاتی ہے کیونکہ خدا کا جو کچھ ہے وہ اس کا ہو جاتا ہے۔ پس احادیث میں کوئی مبالغے نہیں ہیں جو فرمایا جاتا ہے کہ تم یہ کرو تو تمہاری ساری زندگی سنور گئی۔ اس طرح سنورتی ہے مگر جو زندگی سنور جاتی ہے پھر وہ دوبارہ بدزیب ہونے کے لئے آمادہ ہی نہیں ہوتی یعنی اس زندگی میں صلاحیت ہی باقی نہیں رہتی کہ سنورنے کے بعد دوبارہ داغدار ہو، یہ مضمون بھی اس کے ساتھ وابستہ ہے۔

چنانچہ رمضان اچھا گزر گیا تو سال اچھا گزر جائے گا اس میں یہی اشارہ ہے دراصل کہ رمضان میں جو تم نے نیکیاں حاصل کی ہیں جن بدیوں سے نجات حاصل کی ہے وہ متقاضی ہیں، اگر وہ مخلصانہ تھیں، کہ تمہارا سارا سال ان باتوں میں بالکل اسی طرح صاف ستھرا رہے۔ لوگ یہ مضمون تو سوچتے نہیں، اجر کی طرف مائل رہتے ہیں اور ہر دفعہ احتساب کا معنیٰ بھی اجر اور دوسری باتوں میں بھی اجر کی طرف دماغ ایسا اٹکا رہتا ہے کہ وہ سمجھتے ہیں یہاں ایک مہینہ، چند دن کی نیکیاں کرلو تو سارا سال اجر کھاتے رہو گے اور پھر جتنی بدیاں کرنی ہیں شوق سے کرو، رمضان کا اجر کافی ہوگا کہ تمہیں ان بدیوں کا نقصان نہ پہنچنے دے، مزے کرو پھر۔ یہ بے تعلق بات ہے اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی حکمت کاملہ سے کوئی بھی تعلق نہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم تو اللہ کے نور سے دیکھنے والے وجود ہیں اور جو خدا کے نور سے دیکھتا ہے وہ حکمت سے عاری بات کیسے کر سکتا ہے۔ پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم رمضان کے تعلق میں جب فرماتے ہیں کہ رمضان اچھا گزر گیا تو سال گزر گیا یہی مضمون جب لیلۃ القدر کے حوالے سے آپ کے سامنے آئے گا تو پتہ چلے گا کہ پھر ایک رمضان کی، ایک سال کی بات نہیں رہے گی وہ رات اچھی گزر گئی تو ساری زندگی اچھی گزر گئی۔ **پس جہاں رمضان کا ایک مہینہ ایک سال پر اپنی نیکیوں اور خوبیوں کے لحاظ سے پھیل جاتا ہے وہاں لیلۃ القدر کی ایک رات ساری زندگی پر اپنے نور کے ساتھ پھیل جاتی ہے۔ وہ صبح طلوع ہوتی ہے جو پھر موت کے ساتھ ہی ختم ہوتی ہے بیچ میں کبھی کوئی اور رات نہیں آتی۔**

یہ وہ مضامین ہیں جو رمضان کے تعلق میں آپ کو گہری نظر سے دیکھنے چاہئیں اور روزمرہ کی زندگی میں ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان سے استفادہ کرنا چاہئے۔ اور طریق کار کیا کیا ہیں احتساب کے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو ایمان کے تقاضے پورے کرتے ہوئے احتساب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں اٹھ کر نمازیں پڑھتا ہے۔ پس راتوں کو اٹھنا عبادت کی خاطر اور عبادت اس لئے کرنا کہ اپنا احتساب کریں یہ وہ مضمون ہے جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے کھولا ہے اور اس کے نتیجے میں استغفار، بخشش ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہ اجر کی خاطر کرو تو بخشے جاؤ گے اس طرح رمضان گزارو تو پھر بخشش ہوگی۔

اور اس بخشش کا مرتبہ اور مقام کیا ہے اس کو بیان کرتے ہوئے نسائی کتاب میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی یہ روایت ہے کہ جو شخص رمضان کے مہینے میں حالت ایمان میں احتساب کرتے ہوئے روزے رکھتا ہے اور اخلاص کی خاطر، اخلاص کے ساتھ عبادت کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس روز تھا جب اس کی ماں نے اسے جنم دیا یعنی پیدائش کے وقت جس طرح وہ گناہ کے داغوں سے بالکل معصوم اور پاک ہوتا ہے گویا ایک نئی روحانی پیدائش اس کو نصیب ہوتی ہے جس میں کوئی بھی پرانا داغ باقی نہیں رہتا۔ تو ہر سال پیدا ہو کر پھر کیا ہر سال مرنا ہی آپ نے اپنا مقدر

BODY GROW GYM
SANTOSH NAGAR
ARROW GYM
CHANDRAN GUTTA

چیف کوچ۔ محمد عبدالسلیم نیشنل باڈی بلڈر انڈیا۔ حیدر آباد

وزن کم کرنے۔ بڑھانے۔ موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں کی جانے والی تمام ایکسر سائز اور خوراک۔ باڈی بلڈنگ کر رہے احباب شیڈول کیلئے باڈی ویٹ ساتھ لکھیں۔ مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں۔ باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے۔ مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم

تندرستی ہزار نعمت ہے

M. A. SALEEM (BODY BUILDER)
H. NO. 18-2-888/10/71. NIMRA COLONY FALAKNUMA
POST- 500253 HYDERABAD (A.P.) INDIA
Ph. 040-219036 PAGER: 040-9612-14619 FAX: 040-239408

GURANTED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
SOniky
HAWAI
NTR
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA -15

C.K ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOOD FURNITURE
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)

بنانا ہے۔ ایک دفعہ پیدا ہو گئے یعنی روحانی دنیا میں تو اس معصومیت کو برقرار رکھنا ایک بڑا اہم تقاضا ہے اور راتوں کو اٹھ کے جو احتساب کیا جاتا ہے وہ اس پہلو سے احتساب کیا جاتا ہے۔ اس کے طریق کار میں غالباً پہلے بعض خطبات میں بیان کر چکا ہوں لیکن آج خصوصیت کے ساتھ آپ کے سامنے رات کی نمازوں کا طریق بیان کرتا ہوں کیسے پڑھی جانی چاہئیں۔

احتساب کے لئے تو باقی سارا قرآن کریم ہے ہی مگر ایک سورہ فاتحہ ہی کافی ہے۔ سارے قرآن کریم کے مضامین کی کنجیاں سورہ فاتحہ میں ہیں اسی لئے اس کا نام فاتحہ بھی ہے یعنی کھولنے والی۔ وہ کتاب جس کے اندر ہر نیکی کی کنجی، ہر معرفت کی کنجی ہے اور سارے قرآن کی کنجی اس میں ہے۔ پس اس پہلو سے اگر آپ **سورہ فاتحہ ہی کو اس رمضان میں اپنا مطمح نظر بنالیں اور سورہ فاتحہ پر غور کرتے کرتے اپنی راتیں گزاریں تو بہت ہی کامل عبادت ہے اور کوئی پہلو بھی آپ کی ضرورت کا باقی نہیں رہے گا جو سورہ فاتحہ کے حوالے سے پورا نہ ہو جائے۔** ناممکن ہے کہ اس سے آپ کو رمضان کے اعلیٰ مقاصد حاصل نہ ہوں۔ اور اس طرح غور کرتے ہوئے اگر آپ رمضان گزاریں گے تو واقعۃً وہ عید جو بعد میں آنے والی ہے وہ آپ کی پیدائش کی عید بن جائے گی۔ ایک نئی روحانی پیدائش ہوئی ہے جس طرح اس پر خوشیاں منائی جاتی ہیں گویا عید ہر اس مومن کی پیدائش کی عید بن جاتی ہے جو رمضان مبارک میں روحانی طور پر دوبارہ پیدا ہوتا ہے۔

سورہ فاتحہ میں سب سے پہلے تو خدا تعالیٰ کی صفات ہیں اور اکثر انسان چونکہ روز پڑھتے ہیں اس لئے روز ایک غفلت کی نظر کے ساتھ گزرنا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں یہ چار صفات تو ہم نے پڑھی ہوئی ہیں بار بار پڑھتے ہیں کیا ضرورت ہے ٹھہرنے کی۔ "الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمٰن الرحیم۔ مالک یوم الدین۔" اگر ٹھہرتے ہیں تو "ایاک نعبد" کے بعد "ایاک نستعین" پہ ٹھہرتے ہیں بس۔ کہ تجھ سے ہی مدد مانگیں گے اور مدد مانگ کے پھر آگے "صراط الذین انعمت علیھم" پر بھی غور کی ضرورت نہیں کہ جس رستے کے لئے مدد مانگی ہے اس کے تقاضے کیا ہیں۔ تو درحقیقت سارا قرآن رمضان کی خاطر اترا ہے اور سارے قرآن کے مضامین رمضان پر اطلاق پاتے ہیں اور سورہ فاتحہ سارا قرآن ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جو میں آپ کے سامنے کھول کے آپ کو اس سے استفادے کی نصیحت کرتا ہوں اور طریق سکھاتا ہوں۔

سورہ فاتحہ آپ کی جان بن جائے، سورہ فاتحہ آپ کے ذہن پر چھا جائے، آپ کے اعمال میں جاری ہو جائے تو دنیا و مافیہا سب کچھ میسر آگیا اور قرآن کے مطالب بھی سورہ فاتحہ پر غور کرنے اور اس کی محبت کے نتیجے میں عطا ہوتے ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ کبھی بھی کسی کو قرآن کے مطالب نصیب نہیں ہو سکتے جسے سورہ فاتحہ سے محبت نہ ہو اور جو سورہ فاتحہ کو غور کرتے ہوئے نہ پڑھے اور یہ بھی ایک چابی ہے ایسا پاک ہونے کی جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ قرآن کا عرفان نصیب کرے۔ تو پہلے تو "الحمدللہ رب العالمین" کا مضمون ہے۔ روزے کے ساتھ تو ربوبیت کا خاص تعلق ہے۔ سب تعریف اس ذات کی ہے جو رب العالمین ہے۔ رب العالمین کے مضمون پر آپ جتنا غور کریں یہ ایسا مضمون ہے ہی نہیں جو ایک نماز یا ایک رات کی نمازوں یا ساری زندگی کی نمازوں میں بھی حل ہو سکے اور اپنے اختتام کو پہنچ سکے۔

ربوبیت کا مضمون ساری کائنات سے تعلق رکھتا ہے اور دعویٰ بھی یہ نہیں فرمایا کہ "الحمدللہ ربی" میں اللہ کی حمد کرتا ہوں جو میرا رب ہے۔ دعویٰ یہ فرمایا گیا "الحمدللہ رب العالمین" سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ تمام جہانوں کا رب ہے تو پھر ہمیں اس سے کیا۔ سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے سارا جہان تعریف کرے ہم کیوں تعریف کریں۔ لیکن جب اور غور کریں اس مضمون پر اور مزید غور کریں تو آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ سارے عالمین آپ کی خاطر پیدا کئے گئے ہیں قرآن کریم اس بات کو خوب کھول رہا ہے۔ تو جس کو حمد سکھائی ہے اس کو یہ سمجھنا چاہئے کہ مجھے سارے جہان کے پالنے والے کی حمد کیوں سکھائی گئی۔ اس لئے سکھائی گئی کہ سارے جہانوں کا رب، اس لئے سارے جہانوں کا رب ہے کہ ان جہانوں سے انسان پیدا ہونا تھا اور سارے جہانوں کی ربوبیت انسان کی طرف لے جانے کے لئے بے انتہا منازل ہیں جن کا گننا ممکن ہی نہیں ہے۔

آغاز آفرینش سے لے کر اس ارتقاء کے معراج تک جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم مبعوث ہوئے اور اس معراج کے وقت پیدا ہوئے کا لفظ تو معمولی لفظ ہے اس لئے میں اس سے اجتناب کر رہا ہوں۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس ارتقاء کے معراج کے وقت جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم رونما ہوئے، آپ جلوہ گر ہوئے، آپ کے وجود کو ساری دنیا پر نور الٰہی کے طور پر روشن کر دیا گیا اس مقام تک اس سے پہلے پہلے تمام جہانوں کی جس حد تک بھی تربیت ہوئی ہے وہ ساری تربیت اسی منزل کی طرف تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سے پہلے بشر پیدا ہو چکے تھے لیکن کسی بشر کو اپنی آخری منزل کی خبر نہیں تھی۔ کسی بشر کو یہ نہیں پتہ تھا کہ رب العالمین ہے کیا۔ کس شان کا وجود ہے، کس طرح کے جہانوں کی ربوبیت کرتا ہے۔ جب یہ ربوبیت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی ذات پر منتج ہوئی ہے تب ہمیں پتہ چلا کہ ربوبیت ہوتی کیا ہے اور عالمین کا خدا رحمۃ للعالمین کی ربوبیت کی صورت میں جلوہ گر ہوتا ہے۔

پس "الحمد للہ رب العالمین" سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے سارے جہانوں کو پیدا کیا ان کی ربوبیت فرمائی اور ہمیں اس مقام پر کھڑا کیا اور ہمیں یہ عبادت کا طریق سکھایا کہ اب ساری کائنات کی نمائندگی میں اے محمدؐ رسول اللہ کے غلامو تم یہ اقرار کرو اور پورے عرفان کے ساتھ اقرار کرو کہ "الحمد للہ رب العالمین"۔ رب العالمین کی طرف حمد کے سوا کچھ منسوب ہو ہی نہیں سکتا۔ اب اس ربوبیت پر آپ غور کریں تو دو حصے ربوبیت کے ہیں۔ ایک ہے مادی ربوبیت اور ایک ہے روحانی ربوبیت۔ اور مادی ربوبیت اور روحانی ربوبیت کو آپ ایک دوسرے سے بالکل منقطع کبھی بھی نہیں کر سکتے اور یہ بہت باریک مضامین، سورہ فاتحہ نے ان کی طرف توجہ دلائی۔ قرآن کریم ان مضامین پر سے مختلف جگہوں پر مزید پردے اٹھاتا چلا جاتا ہے۔ یعنی چابی تو سورہ فاتحہ کی ہے مگر جب تالے کھلتے ہیں تو نئے سے نئے جہان دکھائی دینے لگتے ہیں۔

یہ خیال کہ روحانی ربوبیت کا آغاز انسان کی پیدائش سے شروع ہوتا ہے یہ غلط ہے۔ انسان کی پیدائش پر یہ ربوبیت ایک نیا رنگ اختیار کر لیتی ہے یہ درست ہے۔ لیکن بنیادی طور پر اس کا حمد باری تعالیٰ کے ساتھ ایک اٹوٹ رشتہ ہے۔ جب کوئی چیز پیدا ہو تو اس کو یہ تو پتہ ہونا چاہئے کہ کس نے مجھے پیدا کیا۔ کیا خدا تعالیٰ شعور کی تخلیق سے پہلے پہلے ایک نامعلوم ہستی تھی یہ سوال ہے جو قرآن کریم نے اٹھایا ہے۔ اور پھر جواب اس کا یہ دیتا ہے کہ جو چیز بھی کائنات میں پیدا کی گئی ہے شعور ہو یا نہ ہو، جان ہو یا نہ ہو، ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہی ہے لیکن تم اس کو سمجھتے نہیں۔ اب یہ تسبیح کیسے کر رہی ہے اکثر علماء کا ذہن اس طرف منتقل ہوتا ہے کہ مراد ہے زبان حال سے تسبیح کر رہی ہے۔ یعنی اس پر غور کریں تو وہ ہر قسم کے عیوب سے پاک ہے لیکن یہ مضمون تو پھر جب انسان غور کرنے والا پیدا ہوگا تو تب شروع ہوگا۔

قرآن کریم نے جس عظمت کے ساتھ اس کا ذکر فرمایا ہے اس میں انسان کو اس کا محتاج نہیں رکھا بلکہ یہ اعلان فرمایا کہ تم نہیں سمجھتے ہم بتا رہے ہیں کہ تسبیح کر رہی ہے۔ تو پھر انسان کے سمجھنے سے اس کا کیا تعلق ہوا۔ انسان ہوتا یا نہ ہوتا یہ ساری کائنات تسبیح کر رہی تھی اور کر رہی ہے۔ یہ بات بتاتی ہے کہ آغاز آفرینش کے ساتھ ہی شعور کا بیج بویا گیا تھا اور آغاز میں یہ شعور کا بیج بہت ہی ہلکا تھا جیسا کہ ہر تخلیق کی صفت دبی دبی سی تھی اور پوری طرح ہر پہلو سے جلوہ گر نہیں ہوئی تھی۔ اب وہ BIG BANG کا آپ تصور کر کے دیکھیں جب کہ یہ کائنات اچانک ایک دھماکے کے ساتھ وجود میں آتی ہے تو اس کے ابتدائی لمحوں کے باریک در باریک ثانیے کرتے چلے جائیں تو پھر جا کر HIGHER MATHEMATICS کے ذریعے یہ مضمون سمجھ آئے گا کہ کتنی جلدی آغاز ہی میں آئندہ آنے والے سارے واقعات اس تخلیق پر مرتسم ہو گئے جو ایک دھماکے کے ساتھ پھٹ کر وجود میں آ رہی تھی۔

تو اللہ تعالیٰ جزاء دے ان MATHEMATICIANS کو جن میں ہمارے پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام مرحوم بھی تھے جنہوں نے HIGHER MATHEMATICS کے ذریعے یہ باتیں معلوم کیں اور ایک دفعہ مجھے یاد

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER &
RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ 649-04524 ☎
روایتی زیورات
جدید فیشن
کے ساتھ

ہے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب سے اس گفتگو کے دوران جب میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ جو پہلا دور ہے جس میں کائنات کی تشکیل کا مضمون بڑی تفصیل کے ساتھ ہر اس ذرے پر مرتسم ہوا ہے جو وجود میں آ رہا ہے کہ اتنی تیزی سے ہوا ہے کہ ہم حساب کی زبان کے سوا سمجھا ہی نہیں سکتے۔ یعنی ایک سیکنڈ یا دو سیکنڈ کی بات نہیں ہے ایک سیکنڈ کے اتنے لاکھویں، کروڑویں حصے میں یہ بات شروع ہو گئی ہے اور تیزی سے پایہ تکمیل کو پہنچی ہے کہ اس کا حساب رکھنا ممکن نہیں۔ مگر قرآن کریم فرما رہا ہے کہ وجود کا ایک لمحہ بھی، ایک ثانیے کا کروڑواں، اربواں حصہ بھی ایسا نہیں ہے جس میں وہ وجود حمد نہیں کر رہا تھا یعنی تسبیح نہیں کر رہا تھا اور وہ تسبیح کرنا اس کا کیسا برحق ثابت ہوا، کہ ساری کائنات جب پیدا ہوگئی اور اپنی ان عظمتوں کو پہنچی جو ہم دیکھ رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ یہ چیلنج کرتا ہے کہ نظر دوڑا کے دیکھو تو سہی کہ کوئی رخنہ نظر آتا ہے۔ اے انسان غور کر۔ ہر طرف نظر دوڑا کوئی ادنیٰ سا بھی رخنہ اس تمام کائنات میں دکھائی دیتا ہے! فرمایا تیری نظر تھکی ہوئی لوٹ آئے گی اور کوئی رخنہ نہیں پائے گی۔ پھر نظر دوڑا شاید اس دفعہ کوئی کمزوری دکھائی دے دے مگر پھر تیری نظر ناکام، نامراد تجھ تک واپس آ جائے گی اور ساری کائنات میں کوئی بھی رخنہ نہیں دیکھے گی۔ پس یہ ہے رب العالمین کا مضمون یعنی بےانتہا مضامین میں سے ایک یہ پہلو ہے جس پر آپ غور کریں تو آپ حیران ہوں گے۔ آپ یہ گواہی نہیں دے رہے کہ صرف ہم ہی ہیں جو تیری حمد کے گیت گاتے ہیں۔ آپ یہ گواہی دیتے ہیں "الحمد للہ رب العالمین" ہمارے وجود سے پہلے ہی تیری حمد کا مضمون کامل تھا اور ہمیشہ سے کامل رہا ہے۔ ساری کائنات اپنی پیدائش اور ترقی کے ہر دور میں تیری ہی حمد کے گیت گاتی رہی ہے۔ اور جب ہم یہ غور کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ تو نے ہماری خاطر کیا تھا تو انسان کا عجز دیکھو کس مرتبے، کس گہرائی تک جا پہنچے گا اس سے آگے پھر گہرائی کا تصور ہی باقی نہیں رہتا۔ گویا انسان مٹتے مٹتے خدا کی راہ میں بالکل مٹ جائے گا اور یہ بات کائنات کے تصور کے ساتھ ایسی وابستہ ہے کہ اس سے اس کو الگ کیا ہی نہیں جا سکتا۔

خدا کی عظمت کا تصور، کائنات کی عظمت کے تصور سے الگ کرکے انسان کے لئے فی الحقیقت ممکن ہی نہیں ہے۔ خدا کو آپ رب العالمین کہتے ہیں تو اس کا مطلب کیا ہے کتنا بڑا رب ہے۔ وہ عالمین کتنے بڑے ہیں۔ جب تک ان کا نہ پتہ چلے رب کی بڑائی کا کیسا پتہ چلے گا۔ پس عالمین پر غور کے جو مختلف ذرائع ہیں، طریق ہیں وہ میں آپ کو سمجھا رہا ہوں۔ ایک یہ معنیٰ ہے رب العالمین کا کہ اتنے بڑے جہان اس نے پیدا کئے ہیں کہ انکی کنہ کی آج بھی ہمیں سمجھ نہیں آ سکتی اور وہ آغاز ہی سے خدا کا ذکر کر رہے ہیں اور ان کے وجود کا لمحہ لمحہ ہر قسم کے نقص سے پاک ہے۔ اب اتنا بڑا دعویٰ اگر شعور کے ساتھ کیا جائے تو تب سبحان اللہ کہنے کا انسان مجاز بنتا ہے۔ پھر یقین کے مقام پر کھڑے ہو کر یہ کہہ سکتا ہے کہ اے خدا تیری کائنات پر نظر ممکن نہیں تو ہم تیری صفات کاملہ پر کیسے نظر ڈال سکتے ہیں۔ مگر یہ ضرور گواہی دیتے ہیں کہ جہاں تک ہماری نظر گئی ہے ہم نے اس کائنات کو نقص سے پاک دیکھا ہے، جہاں تک نگاہ دوڑائی کبھی کوئی رخنہ نہ پایا۔ ہمیشہ نگاہیں نامراد ہو کر لوٹی ہیں اور تیری تسبیح کے گیت گاتی ہوئی واپس آئی ہیں۔

پس اب ہم اس مقام پر کھڑے ہیں کہ "الحمدللہ رب العالمین" کا اعلان کرتے ہیں۔ مگر رب العالمین پھر ہر شخص کا الگ الگ ہوتا چلا جائے گا۔ یعنی آپ کو جتنا عالم کا علم ہے اتنا ہی وہ آپ کا رب بنے گا اور جتنی اس مضمون کو وسعت دیں گے اتنا ہی یہ رب العالمین وسیع تر ہوتا ہوا آپ کے اوپر جلوہ گر ہوگا۔ جب مادی کائنات میں یہ حال ہے تو روحانی صفات باری تعالیٰ اسی طرح عظیم بھی ہیں اور اسی طرح لامحدود بھی ہیں بلکہ ان سے زیادہ کیونکہ جس خدا نے یہ لامحدود کائنات پیدا کی، لامحدود ان معنوں میں کہ اس کی کنہ کو سمجھنے کی ہم میں طاقت ہی نہیں ہے۔ جتنی طاقت ہے جہاں تک پہنچتے ہیں آگے کچھ اور دکھائی دیتا ہے اور ہم تھک کے واپس آ چکے ہوتے ہیں اور اس کی معرفت کو پا نہیں سکتے۔ یہ لامحدودیت ہے جو انسان کے نقطہ نظر سے ہے۔ جہاں تک چاہے چلا جائے جہاں تک چاہے غور کرتا چلا جائے وہ کسی غور کو اپنی ایسی انتہا تک نہیں پہنچا سکتا کہ آگے دیوار کھڑی ہو کہ اب میں آگے نہیں جا سکتا کھلے رستوں میں کھلی دیواریں ہیں یعنی کھلی دیواریں انسان کی بےاختیاری کی دیواریں ہیں۔ رستے کھلے ہیں آؤ اور میری جستجو کرو۔ آؤ اور تلاش کرو کہ کہاں مجھ میں کوئی رخنہ باقی ہے اور دوڑتے چلے جاؤ ساری زندگی کا سفر، ساری نسلوں کا سفر، ساری کائنات کا سفر ہے جو تم پر منتج ہوا ہے یہ بھی تو غور کرو۔ جب کہا جاتا ہے ایک انسانی زندگی کا سفر تو مراد یہ نہیں ہے کہ چند سال کا۔ انسان تو کائنات کے سفر کے آخر پہ کھڑا ہے وہ آخری لوگ جو منزل کے قریب تر پہنچے ہیں جیسے دوڑ ہو رہی ہو میراتھن تو بےشمار لوگ بہت پیچھے رہ جاتے ہیں اور کچھ ہیں جو سب سے آگے ہوتے ہیں جو سب سے آگے ہیں انہوں نے وہ سارے رستے دیکھے ہوئے ہیں جو پچھلے لوگوں نے ابھی کچھ دیکھے ہیں اور کچھ دیکھنے ہیں تو الحمدللہ رب العالمین کا دعویٰ جو ہے وہ یہ منظر پیش کر رہا ہے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے ساری کائنات تسبیح کرتے ہوئے ہی یہاں تک آئی ہے جہاں سے تم نے یہ ڈنڈا اپنے ہاتھ میں تھاما ہے یہ نشان اپنے ہاتھ میں تھاما ہے اور آگے بڑھ رہے ہو۔ پس تسبیح کا مضمون حمد میں جو داخل ہوا ہے یہاں تسبیح کی بجائے حمد کا لفظ استعمال ہوا ہے یہ وہ پہلو ہے جسے خصوصیت کے ساتھ اگر آپ سمجھ لیں تو دراصل تسبیح اور حمد میں فرق تو کوئی ایسا نہیں کہ جب تک تسبیح ختم نہ ہو حمد شروع نہیں ہوتی یہ دراصل مضمون ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ مگر اب چونکہ وقت ختم ہو رہا ہے اس لئے میں انشاء اللہ آئندہ خطبے میں اس مضمون کو آگے بڑھاؤں گا کہ خدا تعالیٰ نے جب یہ فرمایا "الحمد للہ رب العالمین" تو یہ ساری باتیں سوچنے کے بعد ایک یقینی نتیجہ تو انسان لازماً نکالے گا کہ میں اس ساری کائنات کا، اس بیس بلین سال کے سفر کا علمبردار ہوں اور اس کے نتائج کا علم بردار ہوں۔ یہ جھنڈا جو ربوبیت کی حمد کا میں نے ہاتھوں میں تھاما ہوا ہے یہ بےوجہ نہیں ہے اس کے پیچھے بیس بلین سال کی گواہیاں کھڑی ہیں اور آغاز سے لے کر اب تک وہ گواہی ہمیشہ ایک ہی آواز بلند کرتی رہی ہے کہ اللہ ہر برائی سے پاک ہے، ہر کمزوری سے پاک ہے۔ پس اس پہلو سے میں اب اس مقام پر پہنچا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے ساتھ اس کی رحمانیت کی جلوہ گری سے جس کا ذکر آگے آنے والا ہے میں اب حمد کے گیت گانے کا اہل بنادیا گیا ہوں۔ اور حمد کا گیت کس نے سکھایا؟ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے "الحمد" کے لفظ کے اندر وہ بات پہلے ہی داخل فرما دی گئی تھی جس کی طرف توجہ نہیں گئی کسی کی یا بعض دفعہ نہیں جاتی کہ رب العالمین کا مضمون حمد کے ساتھ وابستہ ہے۔ مگر حمد سیکھو گے کس سے؟ تم تو جاہل مطلق ہو، تمہیں وہ فضیلت بظاہر بخشی گئی ہے کہ تم سب کائنات کے سفر میں سب سے آگے کھڑے ہو لیکن جس نے اس مضمون کو سمجھا اور جس نے اس مضمون کو ہر پہلو کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل کے تابع معراج تک پہنچایا وہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ہیں۔

پس حمد میں جو "ح۔م۔د" کا مضمون ہے وہی مضمون ہے جو محمدؐ میں بھی ہے اور احمدؐ میں بھی ہے اور اس تعلق سے پھر جب سورہ فاتحہ پہ آپ غور کرتے ہیں تو تسبیح کا مضمون حمد میں داخل ہو جائے گا۔ اور حمد بھی وہ جس کے گیت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے گائے۔ اور اب اس پر غور کرنے کے لئے آپ کو کتنے سال کی عبادت درکار ہے اس کا آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ اس لئے بہت ہی بچگانہ خیال ہے کہ نماز میں بار بار وہی بات دہرائی جا رہی ہے ہم کیوں نہ بور ہو جائیں۔ جنہوں نے بور ہونا ہے وہ اپنے اندھے ہونے کی وجہ سے بور ہوتے ہیں جن کو نظر آتا ہے ان کے سامنے سورہ فاتحہ کے مضامین لامتناہی ہوتے ہیں کبھی ختم ہو ہی نہیں سکتے۔

اس پہلو سے جب آپ رمضان گزاریں گے تو یہ زندگی کیا آپ آئندہ آنے والی جتنی بھی زندگیاں پا سکتے ہیں ان سب کے راز پا جائیں گے اور وہ ساری زندگیاں آپ کی حمد سے بھر جائیں گی تب موت اللہ کا فضل بن کے آئے گی تاکہ محنت کا دور جو لامتناہی ہونا چاہئے تھا اس کو کاٹ دے اور اجر کا دور شروع ہو جائے۔ مگر اجر کا دور اس لئے نہیں کہ آپ احتساب اجر کے معنوں میں کر رہے ہیں۔ اجر کا دور اس پہلو سے کہ آپ نے احتساب اپنے نفس کی کمزوریوں کی جانچ کرنے کی خاطر، ان کی جستجو کی خاطر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پہلو سے یہ رمضان ہمارے لئے مبارک فرمائے اور اس رمضان کی ہر عبادت کا سفر ہمیں پہلے سے بلند تر مقامات کی طرف ہدایت دیتا ہوا لے جائے۔ (بشکریہ ہفت روزہ الفضل انٹر نیشنل لندن)

لو لاك لما خلقتُ الافلاك

ترجمہ۔(اے محمد ﷺ) اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو یہ زمین و آسمان بھی پیدا نہ کرتا۔ (حدیث قدسی)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا۔ نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مِرا یہی ہے

منجانب۔ محتاجِ دُعا۔ جماعت احمدیہ اتر پردیش

A.S. BINNING
Import - Export, Textil - Großhandel
Inh.: Avtar Singh Binning
Lager
Frankenstraße 10 - 20097 Hamburg
(S-Bahn Hammerbrook)
Telefon 040 / 236 95 79 + 23 38 39
Fax 040 / 236 95 80 Tel. privat 040 / 299 53 34

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون نمبر۔ 629443

سوال و جواب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس سوال و جواب منعقدہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۵ء میں بعض علمی اور عمومی سوالوں کے بڑے دلچسپ جواب دیئے تھے۔ مکرم یوسف سلیم صاحب نے اسے کیسٹ سے مرتب کیا ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ ذیل میں اس مجلس کے بعض سوالات اور ان کے جوابات افادہ احباب کے لئے پیش ہیں۔ (مدیر)

نفس کے بہانے

لندن سے ایک احمدی دوست کا تحریری سوال تھا کہ ان کا ایک بچہ پیدائشی طور پر Left Handed ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ یہ ایک طبعی امر ہے اس کو بدلنا ٹھیک نہیں ہے۔ حضور انور نے دریافت فرمایا اس کو بدلتا کون ہے۔ سوال کرنے والے نے یہ وضاحت بھی کی کہ اسلامی نقطہ نظر سے ہم بچے کو کہتے ہیں کہ کھانا وغیرہ کھانے کے لئے بائیں ہاتھ کو استعمال نہیں کرنا، دائیں کو کرو۔ حضور نے فرمایا یہ درست ہے لیکن ایسے لوگ جو Left Handed ہوں وہ دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا سیکھ لیتے ہیں۔ باقی سب کام بائیں ہاتھ سے کرتے رہیں۔ یہ تو پھر ان کو اصول بنانا پڑے گا کہ گندی چیز اٹھاؤ تو کہے بائیں ہاتھ سے نہیں اٹھا سکتے Right Handed ہیں۔ بسا اوقات کسی کو یاد نہ ہو تو ہاتھ اٹھتا ہے یہ لوگوں کا وہم ہے کہ معاملہ بدل گیا ہے یہ تو صرف ایک تمیز ہے اس کا نہ نفسیاتی طور پر کوئی برا اثر پڑ سکتا ہے نہ جسمانی لحاظ سے کسی نقصان کا خطرہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ آپ Right Handed ہونے کے بعد اپنے اوپر اس کا اطلاق کر کے دیکھ لیں۔ بائیں ہاتھ کو زیادہ استعمال کریں اور آپ ایسا کر سکتے ہیں۔ کئی لوگ جو مذہبی لحاظ سے ان ٹرینڈ ہیں وہ انگلستان آتے ہیں تو سارے بائیں ہاتھ سے کھا رہے ہوتے ہیں۔ ان کی بڑی بھاری تعداد ہے اور وہ Right Handed ہیں۔ پس اگر ایک تہذیب سے متاثر ہو کر دائیں کی بجائے بائیں سے کھانے لگ جائیں تو ایک مذہبی اور اخلاقی تعلیم سے متاثر ہو کر بائیں ہاتھ والے دائیں ہاتھ سے کیوں نہیں کھا سکتے۔ وہ کھا سکتے ہیں یہ صرف نفس کے بہانے ہیں۔

قرآنی آیات کی تطبیق

ایک دوست نے سوال کیا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "لا تزرو وازرۃ وزر اخریٰ" (بنی اسرائیل:۱۶) اور دوسری جگہ سورہ عنکبوت میں ہے کہ "ولیحملن اثقالھم واثقالا مع اثقالھم (آیت ۱۴) تو ان دونوں کی تطبیق کیسے کریں گے۔

حضور نے فرمایا اس کی تطبیق تو بہت واضح ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ اس میں اشتباہ کیوں ہے۔ ہر "وازرۃ" جو ہے وہ اپنا جو بوجھ اٹھاتی ہے اس میں ان لوگوں کا بوجھ شامل ہوتا ہے جن کو بدراہ کیا ہو اور جن کی ذمہ داری ان پر پڑتی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے "ولتنظر نفس ما قدمت لغد" (سورہ الحشر آیت ۱۹) کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ ہر انسان چاہے اپنے بچوں کو بے کار بنا دے، بدکار بنا دے، گنہگار کر کے چھوڑ دے تو اس لئے ان کو نقصان نہیں پہنچے گا کیونکہ "لا تزرو وازرۃ وزر اخریٰ" والی آیت سامنے آجائے گی۔ یاد رکھیں "وازرۃ" میں تمام ماحولیاتی ذمہ داریاں شامل ہیں اور تمام بداثرات بھی جو لوگوں پر چھوڑے جاتے ہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح کا قول ہے کہ بہتر ہے کوئی شخص پیدا ہی نہ ہوتا اگر اس نے کسی کے لئے فتنے کا موجب بننا تھا۔ پس "وازرۃ" میں یہ سارے وزن شامل ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ" (بخاری کتاب النکاح باب المراۃ راعیۃ فی بیت زوجھا) تو اب بتائیں وہاں "وازرۃ وزر اخریٰ" والی آیت آپ کو کیوں یاد نہیں آئی۔ اس حدیث کی رو سے ہر شخص ایک گڈریا بنایا گیا ہے اور اس کے سپرد کچھ بھیڑیں ہیں۔ خاوند اپنے خاندان کا گڈریا ہے۔ بیوی اپنے بچوں کی گڈریا بنتی ہے اور تم میں سے ہر ایک جن جن لوگوں پر اثر انداز ہو رہا ہے وہ ان کا گڈریا ہے۔ یعنی وہ تمہارے پاس امانت ہیں اور امانت میں جو خیانت کرو گے تو یہ تمہارا گناہ ہوگا اور یہ تمہارا بوجھ ہے کسی اور کا نہیں۔ اس کا اس پر ہی بوجھ پڑے گا۔ کسی کے اثر سے جو بد پیدا ہوگا وہ اپنا بوجھ خود ہی اٹھائے گا لیکن پہلے کا نہیں اٹھائے گا کیونکہ اس نے اس کو بد نہیں کیا۔ بد کرنے والا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوگا۔ لیکن وہ قومیں جو کسی کے اثر سے بد ہوتی ہیں وہ آگے بھی لوگوں کو بد کرتی ہیں اس لئے ان کا یہ مطالبہ جائز نہیں ہوتا کہ انہوں نے ہمیں بد کیا تھا اس لئے ان کو دوہرا عذاب دیا جائے۔ کیونکہ ایسے بدکردار لوگ جو بڑوں کی غلط باتیں پکڑ کر خود گندے ہو جائیں ان کے بارہ میں مجھے یاد نہیں کہ کوئی استثناء ہے مگر سوائے اس کے کہ کوئی آدمی نبی کی روشنی پا کر توبہ کر لے۔ ایسے لوگ ہمیشہ اپنی اولاد کو وہی کچھ بناتے ہیں جو انہوں نے خود کسی سے سیکھا ہوتا ہے اور قرآن کریم نے اس حقیقت کو بار بار پیش فرمایا ہے۔ ایسے لوگ اپنے شرک، اپنے توہمات اور اپنے غلط عقائد اپنی اولاد میں داخل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی ہم آگے چلائیں گے۔ پس ان کے اوپر ایک پہلو سے تو ذمہ داری صرف اپنی ہی ہے اور دوسری طرف سے ان کی بھی پڑ گئی ہے جو کسی نہ کسی طرح سے متاثر ہوئے ہیں۔ یہی حکمت ہے کہ جہنم میں جب ان کی گفتگو ہوگی تو قرآن کریم فرماتا ہے کہ جو نچلے لوگ ہیں وہ بڑوں کے متعلق یا پہلے لوگوں سے متعلق اللہ تعالیٰ سے کہیں گے کہ ان کو دوہرا عذاب دے۔ ان سے ہم نے سیکھا ہے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے "لکل ضعف" (الاعراف آیت ۳۹) ہر ایک کو دوہرا عذاب ہے کیونکہ تم سلسلہ بہ سلسلہ ایسے ہی جرائم کرتے آئے ہو اور ایسے ہی جرائم آگے اپنی نسلوں میں چلاتے رہے ہو۔

اسلام کی حسین تعلیم

ایک سوال یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین وجوہات کی بنا پر عربوں سے محبت کرنے کی تاکیدی ہدایت فرمائی ہے۔ حضور نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

.... یہ جو سوال آپ نے کیا ہے اس میں انصاف کی بحثیں نہیں چل رہیں۔ اس میں انسانی تعلقات کے رشتوں اور انسانی فطرت کی باتیں ہو رہی ہیں۔ ایک انسان اپنے ماں باپ کے بچوں سے باقیوں کے مقابل پر زیادہ پیار کیوں کرتا ہے۔ کیا وہ غیر منصف ہے۔ بنی نوع انسان کا برابر کا حق نہیں ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سب کا حق برابر ادا کیا ہے۔ کہیں تفریق نہیں کی یہاں تک کہ آپ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا کہ میں آج عرب اور عجم کے سوال کو اپنے پاؤں تلے کچل رہا ہوں۔ یہ سوال آئندہ کبھی نہیں اٹھایا جائے گا۔ میری بیٹی فاطمہ بھی اگر چوری کرتی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹتا۔ جہاں انصاف کی باتیں ہوں وہاں یہ باتیں ہیں۔ معاملات میں، حقوق میں، ذمہ داریوں میں سب برابر ہیں لیکن جہاں تعلق کی باتیں ہوں، جہاں پیار کے رشتے ہوں وہاں انسان سوچتا ہے کہ مجھ پر کس کا زیادہ احسان ہے۔ اس احسان کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سے حسن سلوک کروں۔ یہ وہ تعلیم ہے جو دی گئی ہے۔

فال نکالنے کا مذہبی جواز

اس سوال پر کہ اسلامی نقطہ نگاہ سے فال نکالنا کن کاموں میں جائز ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا فال لینا جائز ہے مگر فال کس کی ٹھیک نکلتی ہے یہ ایک الگ سوال ہے۔ وہ لوگ جو توہم پرست ہیں جو نیکی کی توفیق نہیں پاتے، خدا سے کوئی تعلق نہیں، نہ دعائیں ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی جواب آتا ہے ان کا کلیۃً انحصار فال پر ہی ہے ان کی فال محض تک بندی ہے اس کا ان کو کوئی بھی فائدہ نہیں ہوگا۔

وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں، دعائیں کرتے ہیں، اس کا پھل پاتے ہیں اور کبھی ایسی حالت میں کہ جب وہ کسی امر کے درمیان فیصلہ نہ کر سکیں دعا کر کے فال نکالتے ہیں تو بسا اوقات اس رنگ میں فال نکلتی ہے کہ ان کے سوال کا جواب بھی اپنے اندر رکھتی ہے۔ پس ایسی صورت میں وہ فال جو اہل اللہ نکالتے ہیں وہ ایک قسم کا الہام کہلانے لگتی ہے۔ اسی قسم کی فال کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے ورنہ روزمرہ جو فال نکالنے والے ہیں ان کے ہاں تو عجیب وغریب تماشے ملتے ہیں۔ وہ ایک وقت میں ایک فال نکالیں اور دوسرے وقت میں دوسری نکالیں تو الگ الگ جواب ملیں گے۔ ایسے لوگ جن کا نہ تعلق باللہ، نہ ان کی دعائیں، نہ ان کی خدا سے کوئی راہ ورسم۔ وہ فال نکالتے رہیں، تکیں مارتے رہیں جو مرضی کرتے رہیں ازلام کے ذریعہ ایسی فال نکالنا اس کا بھی کوئی جواز نہیں ملتا۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے فال نکالنا اور چیز ہے اور تفاؤل سے کام لینا اور چیز ہے۔ کوئی واقعہ ایسا رونما ہو جس سے استنباط کرتے ہوئے انسان سمجھے کہ غالباً یہی منشاء ایزدی ہے اس کو تفاؤل کہتے ہیں اور فال نکالنا یہ ہے کہ قرآن کریم کھولا اور یہ فیصلہ کر کے کہ جو بھی پہلی آیت نظر میں آئے گی یا دائیں طرف کی یا درمیان کی آیت سامنے آئے گی اس کو میں اپنے سوال کا جواب سمجھوں گا۔ یہ بھی فال نکالنے کا ایک طریقہ ہے۔ غالباً شیخ سعدی کے کلام سے لوگ بہت فال نکالتے ہیں ایک عام رواج بنا ہوا ہے اور یہاں بعض چیزوں کے ذریعہ فال نکالی جاتی ہے خاص طور پر جو چائنیز سسٹم یا نظام ہے جس میں Male/Female نشان بنا دئے جاتے ہیں۔ چھ چھ کے گروپ کے Combination بنے ہوئے ہیں پھر اور گروپ بنے ہوئے ہیں۔ ایک چینی پیغمبر کو خدا تعالیٰ نے کشف دکھایا اور تمام چینی فلاسفی اسی پر مبنی ہے۔ اس مضمون پر انگریزی میں بھی ایک کتاب ہے جس میں مختلف انسانوں کے ذریعہ مختلف باتیں بیان کی گئی ہیں یورپ میں اور خاص طور پر انگلستان میں جن کا اس مضمون سے تعلق ہے یا واقفیت ہے وہ اس کتاب سے فال نکالتے ہیں۔ پس فالیں نکالنے کا رواج تو ہر جگہ موجود ہے مگر جو شخص فال نکالتا ہے اس کے بارہ میں فیصلہ کن بات اس کا تعلق باللہ ہے۔

(شکریہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

چوتھا سالانہ ٹورنامنٹ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امسال مدرسۃ المعلمین کے چوتھے سالانہ ٹورنامٹ کا ۲۴ تا ۲۶ مارچ تک بڑے جوش و خروش کے ساتھ شاندار اہتمام کیا گیا۔ جس میں مختلف علمی مقابلہ جات تلاوت کلام پاک۔ نظم خوانی۔ تقاریر اردو۔ عربی۔ نیز کوئز و بیت بازی مدرسہ المعلمین کے احاطے میں کروائے گئے۔ ورزشی مقابلے جس میں فٹ بال۔ کبڈی۔ والی بال، رسہ کشی وغیرہ مقابلہ جات احمدیہ گراؤنڈ میں ہوئے۔ اختتامی تقریب میں ناظر صاحب اعلیٰ و امیر مقامی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب صدر مجلس وقفِ جدید محترم محمد کریم الدین صاحب شاہد اور قائم مقام ایڈیشنل ناظم وقفِ جدید بیرون محترم حکیم محمد دین صاحب کے علاوہ دیگر بزرگان و معززین نے شرکت کی۔ محترم ناظر صاحب اعلیٰ و امیر مقامی نے اختتامی خطاب کے بعد دعا کروائی علمی و ورزشی پروگراموں میں صدارت و جج کے فرائض بزرگان سلسلہ کے علاوہ مدرسہ احمدیہ کے اساتذہ کرام نے انجام دئے۔ خوش قسمتی سے افریقہ کے دو مبلغین کرام مکرم طالب یعقوب صاحب اور مکرم عبد الرحمٰن خان صاحب نے دوسرے دن کے پروگرام میں شرکت کر کے بطور جج تعاون دیا اور پروگرام کو سراہا۔ نیز تینوں دنوں کے جملہ علمی اور ورزشی مقابلہ جات کے نہایت دلکش پروگرام محترم ناظر صاحب دعوت و تبلیغ نے M.T.A کی ٹیم سے فلمائے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ۔ ۲۶ مارچ کو یہ ٹورنامنٹ محترم ایڈیشنل ناظم صاحب وقف جدید بیرون محمد ایوب ساجد صاحب کی دعا پر بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

(نگران مدرسۃ المعلمین)

طالبان دعا:-
آٹو ٹریڈرز
Auto Traders
16 مینگو لین کلکتہ 700001
فون نمبرز۔ 2430794,241652,248522

ارشاد نبوی ﷺ
اِجْتَنِبُوا الْغَضَبَ
ترجمہ۔ سخت غصے سے بچو۔
منجانب یکے از اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

حج کی اہمیت و فلسفہ اور پُرحکمت مناسک کی برکات

(عبدالمؤمن راشد)

اسلام کی بنیاد جن پانچ اہم باتوں پر رکھی گئی ہے۔ ان میں سے ایک حج ہے۔ ایک سچے مومن کے لئے حج ہزاروں برکات اور انوار کا موجب بنتا ہے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيه سَبِيْلاً۔ وَمَن كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْن۔ (سورہ حج)

یعنی اللہ نے لوگوں پر فرض کیا ہے کہ وہ اس گھر کا حج کریں یعنی جو بھی اس تک جانے کی توفیق پائے اور جو انکار کرے تو وہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے پرواہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے کلام قرآن مجید میں حج کی برکات بھی بیان ہوئی ہیں۔ جیساکہ اس آیت میں ذکر ہے :

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكا وهُدًى لِّلْعٰلَمِيْن۔ فِيهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَام اِبراهِيمَ وَمَن دَخَله كان امنا۔

(ال عمران ۹۸۔۹۷)

یعنی سب سے پہلا گھر جو تمام لوگوں کے فائدہ کے لئے بنایا گیا تھا۔ وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ وہ تمام جہانوں کے لئے برکت والا مقام اور موجب ھدایت ہے۔ اس میں کئی روشن نشانات ہیں۔ وہ ابراھیم کی قیام گاہ ہے۔ اور جو اس میں داخل ہو وہ امن میں آجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق آنحضرت ﷺ نے امت مسلمہ کو اس فرض کی ادائیگی اور اس کی برکات سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ پس تم حج کرو۔ (مسلم)

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا : جس نے حج کیا اور اس نے نہ بیہودگی کی اور نہ فسق و فجور کا مرتکب ہوا تو وہ حج سے اس طرح لوٹے گا گویا ابھی اسے اس کی ماں نے جنم دیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اللہ اور اس کے رسول آنحضرت ﷺ کی اتباع میں حضرت امام مہدی علیہ السلام جن کی بعثت کا مقصد احیائے دین اور اقامت شریعت تھا۔ نے اپنی جماعت کو تمام فرائض اسلام اور حج کی ادائیگی کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا :

اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے۔ ان سب پر ایمان لائیں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔۔۔ ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔

(ایام الصلح صفحہ ۹۷۔۹۶)

فلسفہ حج

حج کیا ہے ؟ معلوم رہے یہ ایک عاشقانہ عبادت ہے۔ مومن اپنے خالق و مالک سے حج کے ذریعہ اپنی محبت و عشق کا اظہار کرتا ہے۔ دنیا میں روزانہ ایسے بے شمار نظائر ملتے ہیں کہ ایک انسان فانی چیزوں سے عشق و محبت کر کے کتنے مصائب و مشکلات برداشت کرتا اور کتنی قربانیاں اپنے مقصد کے حصول کے لئے دیتا ہے۔ حتی کہ بسا اوقات جان تک کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کرتا۔ حج میں مومن جس قدر احکام و اوامر بجالاتا ہے۔ وہ سب رضاء الٰہی کے حصول اور عالم اسلام کے مفاد کے پیش نظر اختیار کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :

”عبادت کے دو حصے ہیں ایک وہ جو انسان اللہ تعالیٰ سے ڈرے جو ڈرنے کا حق ہے۔ دوسرا حصہ عبادت کا یہ ہے کہ انسان خدا سے محبت کرے جو محبت کرنے کا حق ہے۔ یہ حق دو ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ اپنی نسبت انسان سے مانگتا ہے۔ اسلام نے ان دونوں حقوق کو پورا کرنے کے لئے ایک صورت نماز کی رکھی جس میں خدا کے خوف کا پہلو رکھا ہے اور محبت کے اظہار کے لئے حج رکھا ہے۔

حج میں محبت کے سارے ارکان پائے جاتے ہیں۔ بعض وقت شدت محبت میں کپڑے کی بھی حاجت نہیں رہتی عشق بھی ایک جنون ہوتا ہے۔ کپڑوں کو سنوار کر رکھنا یہ عشق میں نہیں رہتا۔ غرض یہ نمونہ جو انتہائی محبت کے لباس میں ہوتا ہے۔ وہ حج میں موجود ہے۔ سر منڈلیا جاتا ہے دوڑتے ہیں۔ محبت کا بوسہ رہ گیا وہ بھی ہے۔ جو خدا کی ساری شریعتوں میں تصویری زبان میں چلا آیا ہے۔ پھر قربانی میں بھی کمال عشق دکھایا ہے۔ اسلام نے پورے طور پر ان حقوق کی تکمیل کی تعلیم دی ہے۔ نادان وہ شخص ہے۔ جو نابینائی سے اعتراض کرتا ہے۔“

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۹۹)

”حج کے حقائق و معارف اسرار و رموز پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔ محبت کے عالم میں انسانی روح ہر وقت اپنے محبوب کے گرد گھومتی ہے اور اس کے آستانہ کو بوسہ دیتی ہے۔ ایسا ہی خانہ کعبہ جسمانی طور پر محبان صادق کے لئے ایک نمونہ دیا گیا ہے اور خدا نے فرمایا کہ دیکھ یہ میرا گھر ہے اور حجر اسود میرے آستانہ کا پتھر ہے۔ اور ایسا حکم اس لئے دیا تا انسان جسمانی طور پر اپنے ولولہ عشق اور محبت کو ظاہر کرے۔ سو حج کرنے والے حج کے مقام میں جسمانی طور پر اس کے گرد گھومتے ہیں۔ ایسی صورتیں بنا کر گویا خدا کی محبت میں دیوانہ اور مست ہیں۔ زینت دور کر دیتے ہیں۔ سر منڈوا دیتے ہیں۔ اور مجذوبوں کی شکل بنا کر اس کے گرد عاشقانہ طواف کرتے ہیں۔ اور اس پتھر کو خدا کے آستانہ کا پتھر تصور کر کے بوسہ دیتے ہیں۔ اور یہ جسمانی ولولہ روحانی تپش اور محبت کو پیدا کر دیتا ہے۔ اور جسم اس کے گھر کے گرد طواف کرتا ہے۔ اور سنگ آستانہ کو چومتا ہے اور روح اس وقت محبوب حقیقی کے گرد طواف کرتی ہے۔ اور اس کے روحانی آستانہ کو چومتی ہے۔ اور اس طریق میں کوئی شریک نہیں ایک دوست ایک دوست جانی کا خط پاکر بھی اس کو چومتا ہے کوئی مسلمان خانہ کعبہ کی پرستش نہیں کرتا۔ اور نہ حجر اسود سے مرادیں مانگتا ہے بلکہ صرف خدا کا قرار دادہ ایک جسمانی نمونہ سمجھا جاتا ہے۔ بس جس طرح ہم زمین پر سجدہ کرتے ہیں مگر وہ سجدہ زمین کے لئے نہیں ایسا ہی ہم حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں مگر وہ بوسہ اس پتھر کے لئے نہیں۔ پتھر تو پتھر ہے جو نہ کسی کو نفع دے سکتا نہ نقصان مگر اس محبوب کے ہاتھ کا ہے۔ اس نے اس کو اپنے آستانہ کا نمونہ ٹھہرایا۔“

(روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۱۰۰)

حج کی تعریف

شریعت کی طرف سے عائد کردہ شرائط کو پورا کرتے ہوئے بیت اللہ اور دیگر شعائر اللہ کی زیارت کو حج کہتے ہیں۔

حج کی شرائط

حج کی چار شرطیں ہیں جو ان شرائط کو پورا کرتا ہو اس پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ ا۔ سفر خرچ ۲۔ سواری ۳۔ صحت جسمانی ۴۔ راستہ کا امن۔ قرآن شریف میں حج کے لوقات مقرر ہیں جو تین ماہ شوال ذی قعدہ اور ذی الحجہ ہیں۔

حج کی اقسام

حج کی چار اقسام ہیں حج، عمرہ، قران اور تمتع حج کی تفصیل آگے آئیگی۔

عمرہ : عمرہ کے اصل معنے زیارت کرنے کے ہیں۔ اور اصطلاح شریعت میں عمرہ یہ ہے کہ میقات سے حج کی طرح احرام باندھے الٰہی احکام کو پورا کر کے جب صفا و مروہ کی سعی سے فارغ ہو تو اسکا عمرہ ہو گیا۔ احرام کھول دے۔ سر کی حجامت کرائے اور قربانی دے۔ عمرہ کے لئے سال میں کوئی دن یا مہینہ مقرر نہیں جب چاہے کرلے۔

قران : یہ ہے کہ میقات سے احرام باندھتے وقت حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرے۔ جب بیت اللہ آئے تو طواف اور صفا و مروہ کی سعی کرے بعض کے نزدیک دو دفعہ بیت اللہ کا طواف اور صفاء و مروہ کی سعی کرنی چاہئے۔

تمتع : یہ کہ حج کے مہینوں میں میقات سے عمرہ کا احرام باندھے اور دل میں یہ ہو کہ عمرہ کر کے مکہ معظمہ میں ہی ٹھہروں گا یہاں تک کہ حج کروں۔ تمتع کرنے والے پر قربانی واجب ہے۔ اگر قربانی نہ مل سکے تو تین دن کے روزے مکہ میں رکھے اور سات روزے جب وہ اپنے گھر واپس آوے۔

حج مفرد جو ایک عاشق صادق کو زندگی بھر میں ایک بار فرض کے طور پر ادا کرنا ہوتا ہے۔ اس کے متعلق احکامات کا مختصر جائزہ۔

مکہ میں داخل ہونے سے پہلے بعض احکامات بجا لانے ہوتے ہیں۔ اور بعض اوامر کا تعلق مکہ میں داخل ہونے کے بعد سے ہے۔ چنانچہ ایک حاجی کو مکہ میں داخل ہونے سے پہلے حج کی نیت سے سفر ااختیار کرنا اور میقات پر پہنچ کر احرام باندھنا ہوتا ہے۔

احرام کی کیفیت : جب ایک مسلمان میقات پر پہنچے تو اس کے لئے مناسب ہے کہ وہ غسل کرے اور دو رکعت نفل پڑھے۔ اس کے بعد یہ دعا پڑھے :

اللهم انى اريد الحج فتقبل منى و يسره لى

یعنی اے اللہ میں حج کا ارادہ کرتا ہوں تو مجھ سے قبول کرلے۔ اس کے بعد دو چادریں پہن لے۔ ایک کو تہہ بند بنائے اور دوسرا اوپر۔ جب یہ لباس پہن لیا تو حاجی محرم ہو گیا یعنی اس لائق ہو گیا کہ اللہ کے حرم میں جائے۔

محرم کے فرائض : محرم کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے اوقات تکبیر تلبیہ اور تسبیح و تحمید میں صرف کرے۔ حدیث میں ان کی تفصیل یہ ہے کہ

ا۔ اللّٰھم لبیک لبیک لا شریک لک ان الحمد والنعمة لک و الملک لک لا شریک لک ۲۔ الله اکبر ۳۔ لا اله الاالله ۴۔ سبحان الله والحمد لله۔ محرم بغیر صابن کے نہا سکتا ہے اور بحری شکار کر سکتا ہے۔ لیکن سیا کپڑا نہیں پہن سکتا جیسے کرتہ کوٹ پاجامہ، پگڑی، ٹوپی، موزہ وغیرہ ان سب سے پرہیز کرنا ہے۔ حالت احرام میں خوشبو لگانا یا خوشبودار رنگوں سے رنگے ہوئے کپڑے پہننا، سر منڈانا جوئیں نکالنا یا مارنا، جنگل کے کسی جانور کا شکار کرنا یا شکار کے کسی جانور کا ذبح کرنا، یا شکار کی کسی کو ترغیب دینا یا شکاری کی امداد کرنا منع ہے۔ جماع کرنا یا شہوانی قسم کی باتیں کرنا۔ فحش شعر یا کلام کرنا اور فسق و فجور کا کام کرنا اور لڑائی جھگڑا کرنا بھی ممنوع ہے۔

عورت محرمہ کے لئے بھی نقاب ڈالنا یا دستانے پہننا یا خوشبو لگانا یا خوشبودار رنگ کے کپڑے پہننا جائز ہے۔ البتہ معمول کے کپڑے جو پہنتی ہے جائز ہیں۔ یعنی پاجامہ، قمیض دوپٹہ اور مرد کے سامنے آنے پر منہ ڈھاک سکتی ہے۔ باقی اوقات میں نہیں۔

حج کا طریق اور مناسک حج

بیت اللہ کے پاس پہنچے تو جنوب مشرق کونہ میں حجر اسود ہے۔ اس کو بوسہ دے پھر طواف شروع کرے اس طرح کہ حجر اسود اس کے بائیں ہاتھ کی طرف ہو تو وہاں سے بیت اللہ کے گرد چکر لگانا شروع کرے سات چکر لگائے۔ ہر چکر میں حجر اسود کو ہو سکے تو بوسہ دے ورنہ ہاتھ لگائے ہاتھ نہ لگا سکے تو اُدھر ہاتھ کا اشارہ کر دے۔ طواف کرتے ہوئے حطیم کے باہر سے گذرے جب سات دفعہ طواف پورا کر چکے تو بیت اللہ کے کسی طرف کھڑے ہو کر دو رکعت نفل پڑھے۔ بہتر ہے کہ یہ دو رکعت مقام ابراھیم میں ادا کرے۔ پھر صفاء اور مروہ کی طرف جائے جو میدان مٹی میں واقع ہے۔ جب صفاء کے قریب پہنچے تو یہ آیت پڑھے۔ ان الصفا و المروة من شعائر الله۔ پہلے صفاء پر چڑھے اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے اللہ اکبر کہے اور دعا کرے پھر مروہ پر جائے اس طرح سات چکر لگائے۔ اس کے بعد حاجی حالت احرام میں مکہ میں رہے یہاں تک کہ ماہ ذی الحج کی آٹھویں تاریخ ہو بس آٹھویں تاریخ کو منٰی کی طرف روانہ ہو اور ظہر سے پہلے پہلے وہاں پہنچ جائے۔ اور رات وہیں گذارے نویں تاریخ کی صبح کو فجر نماز کے بعد عرفات کی طرف روانہ ہو۔ ظہر کے وقت وادی نمرہ میں پہنچے وہاں ظہر و عصر کی نماز جمع کر کے پڑھے پھر میدان عرفہ میں داخل ہو مغرب تک وہیں ٹھہرا رہے۔ حج کا بڑا رکن عرفات میں جانا ہے۔ یہاں ذکر الٰہی اور دعا میں وقت گذارے جب آفتاب غروب ہو جائے تو عرفات سے مزدلفہ میں آئے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر کے پڑھے۔ یہ رات بھی ذکر الٰہی اور دعا میں گذارے۔ پھر صبح کی نماز اوّل وقت پڑھے پھر مشعر حرام کے پاس اللہ تعالیٰ کا ذکر اور دعا کرے پھر سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے منٰی کی طرف روانہ ہو جب منٰی میں پہنچے تو رمی الجمار کرے۔

رمی الجمار کا وقت دسویں تاریخ کو سورج چڑھنے کے بعد ہے۔ اور باقی منٰی کے دنوں میں زوال کے بعد ہے۔ ایام منٰی چار ہیں۔ ان ایام میں حاجی کو حسب ذیل کام انجام دینے ہوتے ہیں۔ دسویں تاریخ کو جمرۃ العقبہ کو سات کنکریاں پھینکنا ہر ایک کنکر کے ساتھ تکبیر کہے۔ احرام باندھنے سے کنکر پھینکنے تک حاجی کا لبیک کا ذکر کرنا ایک خاص کام تھا جب جمرۃ العقبہ کو کنکر مارنا شروع کرے تو لبیک کہنا ختم ہو جاتا ہے۔ حاجی رمی الجمار سے فارغ ہو کر قربانی کرے پھر حجامت بنوائے۔ سر کا منڈانا افضل ہے۔ پھر احرام کھول دے اور غسل کرے۔ اپنے معتاد کپڑے پہنے پھر بیت اللہ میں جائے۔ بیت اللہ کا طواف کرے اور اگر پہلے اس کو طواف کا موقعہ نہیں ملا تو صفاء اور مروہ کا بھی طواف کرے یہ طواف فرض ہے۔ بیت

اللہ کا طواف بھی فرض ہے۔ اس کے بغیر حج نہیں ہوتا اس کو طواف افاضہ اور طواف زیارت بھی کہتے ہیں۔ پھر منٰی میں واپس آئے۔ عید کی نماز حاجی پر حالت حج میں واجب نہیں گیارھویں بارھویں اور تیرھویں تاریخ منٰی میں رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔ سوائے رمی الجمار کے منٰی میں حاجی کا کوئی خاص کام نہیں۔ یعنی سات سات کنکر تین ٹیلوں پر پھینکے اس رمی کا وقت زوال کے بعد ہے۔ تیرھویں تاریخ منٰی سے روانہ ہو اور بیت اللہ کا طواف کرے اس کو طواف الوداع کہتے ہیں۔ طواف کے بعد دو رکعت نفل پڑھے پھر حاجی فارغ ہے۔ جہاں چاہے جائے۔ جو شخص یہ تمام مناسک بجا لائے وہ فریضہ ادا کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو جاتا ہے۔ عورت کے لئے بھی مندرجہ بالا احکام حج ادا کرنے ہوتے ہیں۔ لیکن تین مسئلوں میں عورت مرد سے الگ ہے۔

۱۔ عورت کے ساتھ حج کے سفر میں اس کا خاوند یا محرم چاہئے۔

۲۔ عورت کو وہی لباس رکھنا چاہئے جو وہ پہنتی ہے۔ دستانے نقاب اور خوشبو لگانا جائز نہیں۔

۳۔ دوران حج اگر عورت کو حیض آجائے تو وہ بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکتی اگر دسویں تاریخ ذی الحج کا طواف جو کہ فرض ہے۔ حیض کی وجہ سے نہ کر سکے تو اسے وہیں ٹھہرنا ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ پاک ہو اور طواف کرے اور اگر تیرھویں تاریخ کے طواف میں حیض آئے تو یہ طواف اسے معاف ہے۔ اس کا حج مکمل ہو گیا۔

چند مسائل

مکہ والے اپنے گھر سے احرام باندھیں۔ لیکن عمرہ کے لئے موضع تنعیم سے احرام باندھنا مستحب ہے۔

جو مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔

متوفی اور معذور کی طرف سے کسی دوسرے شخص کے ذریعہ حج کرایا جا سکتا ہے۔

اگر کوئی شخص بیت اللہ کی طرف حج عمرہ تمتع یا قران کے ارادہ سے جائے پھر راستے میں بسبب مرض یا دشمن کے روکا جائے۔ تو اس کو اپنا ارادہ آئندہ پورا کرنا چاہئے۔ لیکن اگر میقات کے اندر روکا جائے تو اسے چاہئے کہ ایک قربانی کرے۔ اگر اس کے ہمراہیوں میں سے کوئی مکہ جا سکتا ہو تو ان کے ہاتھ اپنی قربانی روانہ کرے اور خود حالت احرام میں رہے یہاں تک کہ قربانی ذبح کی جائے پھر اس کے بعد احرام کھولدے اور اپنے گھر کو واپس لوٹ جائے۔ اور اگر قربانی آگے نہ بھیج سکے تو وہیں ذبح کر دے۔ اور احرام کھولدے اور آئندہ سال اپنے ارادہ کو پورا کرے۔

مناسک حج کی حکمت و برکات

اللہ تعالیٰ کا ہر حکم بنی نوع انسان کے لئے مصالح و مفاد پر مشتمل ہوتا ہے۔ لیکن ناقص العقل ان کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں۔ حج کے بہت سے امور ہیں جن کو نادان سمجھ نہیں پاتے ہیں۔ اور اعتراض کر بیٹھتے ہیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ الثانیؓ جن کو باون سال تک جماعت احمدیہ کی کامیاب قیادت و سیادت نصیب ہوئی اور بفضل تعالیٰ بیت اللہ کی زیارت کا بھی شرف حاصل کیا۔ تفسیر کبیر میں حج کی برکات اور مناسک حج کے اسرار و رموز اور حقائق و معارف پر روح پرور روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

میرے نزدیک اس کی ظاہری حکمتوں میں سے ایک بڑی حکمت ہے کہ خدا تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا ہے:

ان اوّل بیت وضع للناس للذی ببکۃ۔
(ال عمران ۹۷)

کہ سب سے پہلا گھر جو تمام دنیا کے فائدہ کے لئے بنایا گیا تھا وہ ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے۔ اسے حضرت ابراھیم نے نہیں بنایا بلکہ آدم کے زمانہ سے چلا آتا ہے۔ (خواہ وہ کوئی آدم ہو) پس وضع للناس پیشگوئی تھی کہ چونکہ خدا تعالیٰ نے اسے ساری دنیا کو اکٹھا کرنے کے لئے بنایا ہے۔ اس لئے تمام لوگوں کو اس جگہ جمع کیا جائے گا۔ چنانچہ اسی غرض کیلئے حج کی خاص تاریخیں مقرر کر دی گئیں تاکہ ان تاریخوں میں وہاں ساری دنیا کے لوگ جمع ہو سکیں گویا دوسرے الفاظ میں تمام دنیا کو اکٹھا کرنے اور جہاں ھبر کے اتقیاء اور صلحاء کو جمع کرنے اور عالم اسلام میں عالمگیر اُخوّت اور اتحاد پیدا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنے مائدہ روحانی پر لوگوں کو ایک عظیم الشان دعوت دی ہے تاکہ قومی اور ملکی منافرت درمیان سے اٹھ جائے اور باہمی تعلقات وسیع ہو جائیں اور ایک دوسرے کی محبت ترقی کرے۔ اور یہ خیال کہ ہم فلاں قوم سے ہیں اور ہمارا غیر فلاں قوم سے ہے، مٹ جائے۔ میرے نزدیک منٰی میں لوگوں کے تین دن اسی لئے فارغ رکھے گئے ہیں۔ کہ وہاں لوگ ذکر الٰہی اور عبادت میں اپنا وقت گذارنے کے علاوہ آپس میں ایک دوسرے سے ملیں اور حالات معلوم کر لیں۔ اگر حج سے یہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جائے تو میرے نزدیک وہ تفرقے اور شقاق مٹ سکتے ہیں۔ جنہوں نے مسلمانوں کو کمزور کر رکھا ہے۔ اور ان کے درمیان اختلاف عقائد کے باوجود زبردست اتحاد پیدا ہو سکتا ہے۔ غرض حج گو ایک مذھبی عبادت ہے مگر اس میں روحانی فوائد کے علاوہ یہ ملی اور سیاسی غرض بھی ہے کہ مسلمانوں کے ذی اثر طبقہ میں سے ایک بڑی جماعت سال میں ایک جگہ جمع ہو کر تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کی حالت سے واقف ہوتی رہی اور ان میں اخوت اور محبت ترقی کرتی رہے۔ اور انہیں ایک دوسرے کی مشکلات سے آگاہ ہونے اور آپس میں تعاون کرنے اور ایک دوسرے کی خوبیوں کو اخذ کرنے کا موقعہ ملتا رہے۔

حضور فرماتے ہیں: میرے نزدیک حج کا تعلق آپ کا (یعنی ابراھیم کا) چھری پھیرنے کے لئے تیار ہو جانے والے واقعہ سے نہیں بلکہ اس واقعہ سے ہے۔ جب حضرت ابراہیمؑ نے حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیلؑ کو خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ایک ایسی وادی میں لاکر پھینک دیا جہاں پانی کا ایک قطرہ تک نہ تھا اور کھانے کے لئے ایک دانہ تک نہ تھا جب انسان حج کے لئے جاتا ہے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے یہ نقشہ آجاتا ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ کے لئے قربانی کرنے والے بچائے جاتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ غیر معمولی عزت دیتا ہے۔ اور حج کرنے والے کے دل میں بھی خدا تعالیٰ کی محبت بڑھتی اور اس ذات پر یقین ترقی کرتا ہے پھر وہ اپنے آپ کو امن گھر میں دیکھ کر جو کہ ابتدائے دنیا سے خدا تعالیٰ کی یاد کے لئے بنایا گیا ہے۔ ایک عجیب روحانی تعلق ان لوگوں سے محسوس کرتا ہے جو ہزاروں سال پہلے سے اس روحانی مسلک میں پروئے چلے آتے ہیں۔ جس میں یہ شخص پرویا ہوا ہے یعنی خدا کی یاد اور اس کی محبت کا رشتہ جو سب کو باندھے ہوئے خواہ وہ پرانے ہوں یا نئے۔ اسی طرح بیت اللہ کو دیکھ کر خدا کی عظمت اور اس کے جلال کا نقشہ انسانی آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ اور اسے احساس ہوتا ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے غیر معمولی طور پر چاروں طرف سے لوگوں کو اس گھر کے گرد جمع کر دیا ہے۔ جب انسان بیت اللہ کو دیکھتا ہے۔ تو اس کے دل پر ایک خاص اثر پڑتا ہے۔

اسی طرح بیت اللہ کے گرد چکر لگاتے وقت جب انسان دیکھتا ہے کہ ہزاروں لوگ اس کے گرد چکر لگا رہے ہیں اور ہزاروں ہی اس کے گرد نمازیں پڑھ رہے ہیں تو اس کے دل میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ میں دنیا سے کٹ کر خدا کی طرف آگیا ہوں اور میرا بھی اب یہی کام ہے کہ میں اس کے حضور سر بسجود ہوں۔ پھر سعی بین الصفاء والمروۃ میں حضرت ہاجرہ کا واقعہ انسان کے سامنے آتا ہے اور اس کا دل اس یقین سے بھر جاتا ہے کہ انسان اگر جنگل میں بھی خدا کے لئے ڈھیرہ لگا دے تو خدا تعالیٰ اسے کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ بلکہ اس کے لئے خود اپنے پاس سے سامان مہیا کرتا۔ اور اسے معجزات اور نشانات سے حصہ دیتا ہے۔ پھر وہاں جتنے مقام شعائر کا درجہ رکھتے ہیں ان کے نام بھی ایسے رکھ دیئے گئے ہیں کہ جن سے خدا کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے مثلاً سب سے پہلے لوگ منٰی میں جاتے ہیں۔ یہ لفظ امنیۃ سے نکلا ہے۔ جس کے معنے آرزو اور مقصد کے ہیں۔ اور اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ لوگ اس جگہ محض خدا کو ملنے اور شیطان سے کامل نفرت اور علیحدگی کا اظہار کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ پھر عرفات ہے جس میں اس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ اب ہمیں خدا تعالیٰ کی پہچان اور اس کی معرفت حاصل ہو گئی ہے اور ہم اسے مل گئے ہیں۔ اس کے بعد مزدلفہ ہے، جو قرب کے معنوں پر دلالت کرتا ہے اور جس میں اس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ وہ مقصد جس کی ہم تلاش کر رہے ہیں۔ وہ ہمارے قریب آگیا ہے۔ اسی طرح مشعر الحرام جو ایک پہاڑی ہے محمد ﷺ سے ایک مخلصانہ عقیدت اور ابراھیم کے جذبات ہمارے دلوں میں پیدا کرتی ہے کیونکہ یہ وہ مقام ہے جہاں رسول کریم ﷺ خاص طور پر دعائیں فرمایا کرتے۔ پھر مکہ مکرمہ ایسی جگہ ہے جہاں سوائے چند درختوں اور اذ ر گھاس کے اور کچھ نہیں ہوتا ہر جگہ ریت ہی ریت اور کنکری ہیں اور کچھ چھوٹی چھوٹی گھاٹیاں ہیں۔ غرض وہ ایک نہایت ہی خشک جگہ ہے نہ کوئی سبزہ ہے نہ باغ دنیا کی کشش رکھنے والی چیزوں میں سے وہاں کوئی بھی چیز نہیں۔ پس وہاں جانا صرف اللہ کے لئے اور اس کے قرب اور رضاء کے لئے ہی ہو سکتا ہے۔ اور یہی غرض حج بیت اللہ کی ہے پھر احرام باندھنے میں بھی ایک خاص بات کی طرف اشارہ ہے۔ اور وہ یہ کہ انسان کو یوم الحشر کا اندازہ ہو سکے کیونکہ جیسے کفن میں دو چادریں ہوتی ہیں۔ احرام میں بھی دو ہی ہوتی ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصہ کے لئے اور دوسری نیچے کے حصہ کے لئے پھر سر بھی ننگا ہوتا ہے۔ اور عرفات وغیرہ میں یہی نظارہ ہوتا ہے۔ جب لاکھوں آدمی اس شکل میں جمع ہوتے ہیں تو حشر کا نقشہ انسان کی آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم خدا تعالیٰ کے سامنے ہیں۔ اور کفن میں لپٹے ہوئے ابھی قبروں سے نکل کہ اس کے سامنے حاضر ہوئے ہیں۔ پھر حج بیت حضرت ابراہیمؑ حضرت اسماعیلؑ حضرت ہاجرہؓ اور آنحضرت ﷺ کے واقعات زندگی آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں۔ اور اس کے اندر ایک نیا ایمان اور عرفان پیدا ہوتا ہے۔ یوں تو اور قوموں نے بھی اپنے بزرگوں کے واقعات تصویری زبان میں کھینچنے کی کوشش کی ہے جیسے ھندو دسہرہ میں اپنے پرانے تاریخی واقعات دہراتے ہیں۔ مگر مسلمانوں کے سامنے خدا تعالیٰ نے ان کے آباء واجداد کے تاریخی واقعات کو ایسی طرز پر رکھا ہے کہ اس سے پرانے واقعات کی یاد بھی تازہ ہو جاتی ہے اور آئندہ پیش آنے والے حادثہ یعنی قیامت کا نقشہ بھی آنکھوں کے سامنے کھنچ جاتا ہے۔ اس طرح رمی الجمار کی اصل غرض بھی شیطان سے بیزاری کا اظہار کرنا ہے۔ اور ان جمار کے نام بھی جمرۃ الدنیا۔ جمرۃ الوسطی اور جمرۃ العقبیٰ اس لئے رکھے گئے ہیں کہ انسان اس امر کا اقرار کرے کہ وہ دنیا میں بھی اپنے آپ کو شیطان سے دور رکھے گا اور عالم برزخ اور عالم عقبیٰ میں ایسی حالت میں جائے گا کہ شیطان کا کوئی اثر اس کی روح پر نہیں ہوگا۔ اس طرح ذبیحہ سے اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو ہمیشہ خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار رکھے اور جب بھی اس کی طرف سے آواز آئے وہ فوراً اپنا سر قربانی کے لئے جھکا دے۔ اور اس کی راہ میں اپنی جان تک دینے سے بھی دریغ نہ کرے۔ پھر سات طواف سات سعی اور سات ہی رمی ہیں اس سات کے عدد میں روحانی مدارج کی تکمیل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اس کے بھی سات ہی درجے ہیں جن کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے چنانچہ سورہ مومنون میں ان درجات کی تفصیل دی گئی ہے۔ اس طرح حجر اسود کو بوسہ دینا بھی ایک تصویری زبان ہے۔ بوسہ کے ذریعہ انسان اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ میں اس وجود کو جس کو میں بوسہ دے رہا ہوں اپنے آپ سے جدا رکھنا پسند نہیں کرتا بلکہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے جسم کا ایک حصہ بن جائے۔

غرض حج ایک عظیم الشان عبادت ہے جو ایک سچے مومن کے لئے ہزاروں برکات اور انوار کا موجب بنتی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ آج کل مسلمان رسمی رنگ میں یہ فریضہ ادا کرنے کی وجہ سے اس کی برکات سے پوری طرح متمتع نہیں ہوتے۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۴۵۲)

جماعت احمدیہ اور حج

بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: "جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔"

(کشتی نوح صفحہ ۱۴)

جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ ۵۲ سال تک منصب امامت پر فائز رہے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو حج کی سعادت بخشی تھی۔ آپ فرماتے ہیں: "غرض حج ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے۔ جس کی طرف اسلام نے لوگوں کو توجہ دلائی ہے۔ وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مالی وسعت عطا فرمائی ہو اور جن کی صحت سفر کے بوجھ کو برداشت کر سکتی ہو ان کا فرض ہے کہ وہ اس حکم پر عمل کریں اور حج بیت اللہ کی برکات سے مستفیض ہوں۔ میں سمجھتا ہوں آج کل کے امراء کے لئے سب سے بڑی نیکی حج ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۳۴)

نیز آپ فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ (حکیم نور الدینؓ) فرمایا کرتے تھے جب میں نے حج کیا تو میں نے ایک حدیث پڑھی ہوئی تھی کہ جب پہلے پہل خانہ کعبہ نظر آئے تو اُس وقت جو دعا کی جائے وہ قبول ہو جاتی ہے۔ فرمانے لگے اُس وقت میرے دل میں کئی دعاؤں کی خواہش ہوئی۔ لیکن میرے دل میں فوراً خیال پیدا ہوا کہ اگر میں نے یہ دعائیں مانگیں اور قبول ہو گئیں اور پھر کوئی اور ضرورت پیش آئی تو پھر کیا ہوگا پھر تو نہ حج ہوگا اور نہ یہ خانہ کعبہ نظر آئے گا۔ کہنے لگے تب میں نے یہ سوچ کر نکالا کہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کروں کہ یا اللہ میں جو دعا کیا کروں وہ قبول ہوا کرے تاکہ آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے میں نے حضرت خلیفہ اوّلؓ سے یہ بات سنی ہوئی تھی۔ جب میں نے حج کیا تو مجھے

(باقی صفحہ 15 پر دیکھیں)

عید الاضحیٰ کا تاریخی پس منظر اور جماعت احمدیہ

(مولوی محمد یوسف انور)

دنیائے اسلام میں دو عیدوں کا خاص طور پر ذکر ملتا ہے ایک "عید الفطر" اور دوسری عید الاضحیٰ۔ عید الفطر ماہ رمضان گزرنے کے بعد یکم شوال کو منائی جاتی ہے جبکہ عید الاضحیٰ دسویں ذوالحجہ کو حج کی برکات میسر آنے کی خوشی اور حضرت ابراھیم علیہ السلام کی قربانی کی یاد میں منائی جاتی ہے۔

اس عید کے متعلق حکم ہے کہ عید الفطر کی نسبت جلدی پڑھی جائے یعنی ابھی سورج نیزہ بھر اونچا ہوا ہو تو اس کی نماز شروع ہو جانی چاہئے۔

احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ احادیث میں بریدہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ اس عید کے دن نماز اور خطبہ سے فارغ ہو کر ناشتہ تناول فرماتے تھے اور امام احمد کی روایت میں یہ امر زائد ہے کہ بعد میں جاکر قربانی کے گوشت سے کھاتے تھے۔

نماز عید کا طریق۔ عید کے دن نہا کر عمدہ لباس پہنا جائے اور خوشبو لگائی جائے۔ اگر عید الفطر کی نماز ہے تو نماز سے پہلے مساکین اور غرباء کیلئے فطرانہ ادا کیا جائے او رکچھ کھا پی کے عید کی نماز کیلئے جانا چاہئے۔ لیکن قربانی کی عید ہو تو نماز سے فارغ ہو کر واپس آکر کھانا زیادہ ثواب کا موجب ہے (ترمذی)

دونوں عیدوں پر عید کی دو رکعت نماز کسی کھلے میدان میں یا عید گاہ میں پڑھی جاتی ہے۔ حسب ضرورت عید کی نماز جامع مسجد میں بھی ادا کی جاسکتی ہے۔ یہ نماز باجماعت ہی پڑھی جاسکتی ہے۔ اکیلے جائز نہیں۔

نماز کی پہلی رکعت میں ثناء کے بعد اور تعوذ سے پہلے امام سات تکبیریں بلند آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ آواز سے یہ تکبیرات کہیں۔ امام اور مقتدی دونوں تکبیرات کہتے وقت ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور کھلے چھوڑیں (ترمذی) تکبیرات کے بعد امام "تعوذ اور بسم اللہ" پڑھے اس کے بعد سورۃ فاتحہ اور قرآن کریم کا کوئی حصہ بالجہر پڑھ کر پہلی رکعت مکمل کرے۔ پھر دوسری رکعت کے لئے اٹھتے ہی پانچ تکبیریں پہلی تکبیرات کی طرح کہے اور پھر یہ رکعت مکمل ہونے پر تشہد۔ درود شریف اور مسنون دعاؤں کے بعد سلام پھیرے اس کے بعد امام خطبہ پڑھے۔ جمعہ کی طرح عید کے بھی دو خطبے ہوتے ہیں۔

دونوں عیدوں کی نماز ایک جیسی ہے البتہ اتنا فرق ہے کہ عید الاضحیٰ کی نماز ختم ہونے کے بعد امام اور مقتدی کم از کم تین بار بلند آواز سے تکبیرات کہیں۔ یہ تکبیرات نویں ذوالحجہ کی فجر سے تیرھویں ذوالحجہ کی عصر تک باجماعت فرض نماز کے بعد بلند آواز سے کہی جائیں۔ تکبیرات تشریق یہ ہیں۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔

نماز عید کا اجتماع ایک رنگ میں مسلمانوں کی ثقافت اور دینی عظمت کا مظہر ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں مرد عورت بچے سبھی شامل ہوتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

بہت سے مسلمان آج کل اس عید کی حقیقت کو صرف اسی قدر سمجھتے ہیں کہ قربانیاں کیں اور خوب گوشت کھایا۔ حالانکہ یہ عید اپنے اندر ایک بڑا سبق رکھتی ہے اور ایک اہم تاریخی واقعہ کی یادگار ہے۔ یہ دن اپنے اندر ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ یہ دن یادگار ہے ایک نئے دور کی جو دنیا پر آیا یہ دن یادگار ہے ایک نئے دور کی جس نے پہلے دور کو ختم کر دیا۔ یہ دن یادگار ہے ایک نئے آدم کی جس نے نئی قسم کی نسل جاری کی۔ یہ دن یادگار ہے اس آدم کی جس کے ذریعہ الٰہی اصلاح کا کام شروع ہوا کیونکہ حضرت ابراہیم کو دو بڑی خصوصیتیں حاصل ہیں۔ ایک یہ کہ ان کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت کا نام رکھا جس کے سپرد آخری اصلاح دنیا کی رکھی گئی ہے یعنی حضرت ابراھیمؑ کو خدا نے اسلام کی بشارت کیلئے چنا اور ان کی ذریعہ بتایا کہ آئندہ اسلام کا دور ہوگا اس طرح ایک تو خدا تعالیٰ نے حضرت ابرہیمؑ کو ذاتی قربانی کیلئے چنا اور دوسری یہ خصوصیت ان کیلئے مقدر فرمائی کہ ان کو الٰہی قربانی کیلئے چنا۔ ان کو رؤیا میں دکھایا گیا کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کرتے ہیں اور اکلوتے بیٹے کو ذبح کر کے خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرتے ہیں۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اس رؤیا کو عملاً پورا کرنا چاہا کیونکہ اس زمانہ میں انسانوں کی قربانی عام تھی اور جب تک بھی خدا سے کوئی خاص حکم نہیں پاتا وہ قومی دستور کو جاری رکھتا ہے۔ چونکہ مذہب کے نام پر اس وقت تمام کے تمام مذاہب انسانی قربانی کے عادی تھے اسلئے حضرت ابراہیمؑ نے سمجھا کہ اللہ تعالیٰ اس قربانی کو قائم کرنا چاہتا ہے اور مجھ سے یہی چاہتا ہے کہ بڑھاپے کی عمر میں جو بیٹا ملا ہے اسے خدا کی رضا کیلئے قربان کر دیں مگر خدا تعالیٰ انہیں اور سبق دینا چاہتا تھا وہ عظیم الشان سبق تھا جس کے نہ سمجھنے کی وجہ سے اب بھی مسلمان تباہ ہو رہے ہیں۔ لوگ بکرے کی قربانی کر دیتے ہیں مگر نہیں جانتے کہ بکرے کی قربانی کس بات کی علامت ہے اور خدا نے ابراہیم سے کیا چاہا تھا۔

پس یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دو قربانیوں کا ذکر ملتا ہے ایک وہ قربانی جب کہ حضرت ابراھیمؑ ملک چھوڑ کر کسی دوسرے ملک میں جاسکتے تھے اور اس طرح اپنی جان بچالیتے مگر انہوں نے ایسا نہ کیا اور خدا کے حکم کے ماتحت اپنی جان دینے کیلئے تیار ہوگئے یہ واقعہ اس وقت ہوا جب ان کی قوم نے فیصلہ کیا کہ ان کو جلادیں۔

حضرت ابراھیم بچپن سے ہی ایسی فطرت رکھتے تھے جو توحید کی تائید میں اور شرک کے خلاف تھی چنانچہ جب ان کے رشتہ داروں نے ان سے شرک کے متعلق مباحثہ کیا تو انہوں نے سختی سے اس کا رد کیا۔ چنانچہ انہوں نے خاندانی بت خانہ کو توڑ دیا جو کہ آمدنی کا ذریعہ بھی تھا جب انہوں نے بت خانہ کو توڑا تو سارے ملک میں جوش پیدا ہو گیا معاملہ بادشاہ کے سامنے پیش ہوا دستور ملک اور قانون کیمطابق اس کی سزا جلا دینا تھا یہ پرانی رسم تھی بتوں کی ہتک کرنا ارتداد سمجھا جاتا تھا اس کی سزا یا جلانا تھی یا سنگسار کرنا تھا۔ حضرت ابراہیم کو اس چیز کا علم تھا وہ بھاگ سکتے تھے مگر خدا تعالیٰ نشان دکھانا چاہتا تھا اسلئے حضرت ابراہیم سے کہا ٹھہرو وہ ٹھہرے رہے اور اس طرح اپنے نفس کی قربانی کیلئے تیار ہو گئے۔

چنانچہ لکھا ہے آخر ان لوگوں نے آگ جلائی اور اس کے اندر حضرت ابراہیمؑ کو ڈال دیا لیکن عین اس موقع پر بادل آیا جس نے آگ کو ٹھنڈا کر دیا اور حضرت ابراہیمؑ صحیح سلامت نکل آئے چونکہ بت پرست وہمی ہوتے ہیں آگ بجھ گئی تو انہوں نے سمجھا کہ شاید خدا کی مشیت یہی ہوگی اسلئے انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کو چھوڑ دیا۔ یہ حضرت ابراہیم کی ذاتی قربانی تھی اس کے بدلے میں خدا تعالیٰ نے انہیں ذاتی کمال بخشے اور وہ مقام عطا کیا جس کی وجہ سے حضرت ابراہیمؑ کا نام قیامت تک مٹ نہیں سکتا۔ اس کے بعد دوسری قربانی اولاد کی قربانی تھی۔

چنانچہ حضرت ابراہیم سے رؤیا میں جس قربانی کا مطالبہ کیا گیا تھا انہیں خدا کا حکم ہوا کہ اپنی بیوی ہاجرہ اور معصوم بچے اسماعیل کو دور جنگل میں فلاں مقام پر جاکر چھوڑ آؤ۔ اب ابراہیم کو معلوم ہوا کہ اس خواب کی تعبیر کیا تھی جو انہوں نے اسماعیل کو ذبح کرنے کے متعلق دیکھی تھی۔

حضرت ابراہیمؑ کی بیوی سارہؓ حضرت اسماعیل اور ہاجرہؓ سے رنجیدہ رہنے لگیں اور آخر وہ وقت بھی آگیا کہ خدا تعالیٰ اس غرض کو پورا کرے جس کے لئے ابراہیمؑ کو فلسطین میں لایا گیا تھا اور اس قربانی کا مطالبہ کرے جس کی خبر ابراہیم کو پہلے رؤیا میں دی گئی تھی پس خدا نے ابراہیم کو حکم دیا کہ اپنی بیوی ہاجرہ اور اس کے معصوم بچے اسماعیل کو اس جنگل میں فلاں مقام پر جاکر چھوڑ آؤ اب ابراہیم کو معلوم ہوا کہ اس خواب کی تعبیر کیا تھی جو انہوں نے اسماعیل کو ذبح کرنے کے متعلق دیکھی تھی اور وہ اپنی بیوی اور ایک بچے کو بے آب و گیاہ بیابان میں چھوڑ آنے کیلئے تیار ہو گئے۔ جہاں انہیں چھوڑ کر آنا ظاہری حالات میں قتل کرنے کے مترادف تھا جب اس جگہ پہنچے تو حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی نہ کوئی عمارت تھی نہ آبادی اور نہ پانی نہ کھانے کا کوئی سامان سو۔ سو میل تک بھی آبادی کا نام و نشان نہ تھا مگر اللہ تعالیٰ کا حکم تھا۔ پس انہیں یقین تھا کہ اس میں سب بہتری ہے اور سمجھتے تھے کہ وہ جو خواب میں نے دیکھا تھا کہ بیٹے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر رہا ہوں وہ درحقیقت یہی قربانی تھی اس طرح ایسے غیر آباد میدان میں جس میں کھانے کو سبزہ تک اور پینے کو کھاری پانی تک نہ تھا بچے کو چھوڑ کر جانا اسے اپنے ہاتھوں قتل کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ مگر اب وہ حکمت بھی ان پر ظاہر ہوگئی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا بچہ یہاں چھوڑ کر جانے کا حکم دیا تھا اور وہ حکمت اس قدیم معبد کی آبادی تھی جسے خدا تعالیٰ نے اسماعیل اور ان کی اولاد کے ذریعہ دنیا کے فائدہ کیلئے دوبارہ آباد کرنا چاہتا تھا۔

آخر وہ وقت بھی آگیا حضرت ابراہیم نے ایک مشکیزہ پانی کا اور ایک تھیلہ کھجوروں کا ساتھ لیا اور حضرت ہاجرہؓ اور اسماعیلؑ کو اس غیر آباد جنگل میں چھوڑ آئے لیکن محبت پدری اور خاوند بیوی کی محبت تو نہیں چھوڑی جاسکتی تھی جب آپ واپس چلے تو مڑ مڑ کر پیچھے دیکھتے جاتے تھے کیونکہ آپؑ بخوبی جانتے تھے کہ اس پانی اور ان کھجوروں کے ختم ہونے کے بعد ان کی بیوی اور ان کے بچے کیلئے کھانے پینے کا کوئی سامان نہ ہوگا۔

حضرت ہاجرہؓ نے بشریت کے تقاضے کے تحت جب یہ دیکھا تو خیال کیا کہ ضرور کوئی بات ہے انہوں نے پاس پہنچ کر پوچھا آپ کہاں جارہے ہیں اور ہمیں اکیلے اس غیر آباد وادی میں چھوڑ کر جہاں کوئی آدمی نہیں نہ کوئی اور چیز ہے کہاں جارہے ہیں؟ لیکن جذبات غم کی شدت کی وجہ سے حضرت ابراہیمؑ نے کوئی جواب نہ دیا اور ہاجرہؓ بار بار اس فقرہ کو دہراتی ہیں آخر ہاجرہ نے دریافت کیا کیا اللہ نے ایسا کرنے کا آپ کو حکم دیا ہے؟ اس پر ابراہیم نے جواب دیا کہ ہاں ہاجرہ نے تب کہا کہ اگر خدا کے حکم سے چھوڑے جاتے ہیں۔ تو وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ یہ کہہ کر وہ واپس اپنے بچے کے پاس لوٹ آئیں اور بچہ کے بہلانے میں مشغول ہوگئیں جب ابراہیمؑ نظروں سے اوجھل ہو گئے تو بیوی اور بچہ کی محبت اور اس بیابان میں چھوڑ کر جانے کے خیال نے دلی جذبات کو ابھار دیا۔ دل بھر آیا بیوی بچہ چونکہ دیکھ نہیں رہے تھے اب دلی جذبات کے اظہار میں کوئی حرج نہ تھا قدیم معبد کے گرے ہوئے آثار کی طرف منہ کیا اور جذبات سے معمور دل کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی کہ اے ہمارے رب میں نے تیرے حکم کے ماتحت اپنی اولاد میں سے ایک کو ایسی وادی میں جس میں کھانا ملنا تو الگ رہا سبزہ تک پیدا ہونا بھی ناممکن ہے تیرے معبد کے پاس چھوڑا ہے اے میرے رب تاکہ وہ نماز کو قائم کریں۔ پس اے خدا لوگوں کے دلوں میں تحریک کر کہ وہ ان کی طرف مائل ہوں اور تازہ بتازہ پھل ان کیلئے میسر کر دے۔ (یہ تیری قدرت کا مشاہدہ کر کے) تیرے فضل پر شکر کریں۔ اے میرے رب تو اسے بھی جانتا ہے جسے ہم چھپاتے ہیں اور اسے بھی جسے ہم ظاہر کرتے ہیں۔ اور اللہ سے آسمان اور زمین کی کوئی بات پوشیدہ ہو سکتی ہے۔

اس دعا کی بعد حضرت ابراہیمؑ قوی دل کے ساتھ گھر کی طرف روانہ ہوئے اور یہ دونوں ماں بچہ اکیلے اسی جنگل میں رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی آزمائش کرنا چاہتا تھا۔ پانی اور کھجوریں ختم ہوگئیں کہیں سے کوئی آدمی کا نام و نشان نہ تھا اسماعیل کی عمر آٹھ برس ہوگی پیاس کے مارے تڑپنے لگے دونوں کو پیاس نے بہت ستایا حضرت ہاجرہ نے اپنے لخت جگر کی یہ حالت نہ دیکھی گئی وہ بیقرار ہو کر صفاء و مروہ پہاڑیوں پر دوڑنے لگیں۔ وہ چاروں طرف دیکھتیں لیکن کچھ نظر نہ آتا بیان کیا جاتا ہے کہ اس بیقراری اور پریشانی کے عالم میں حضرت ہاجرہ نے ان دونوں پہاڑیوں کے سات چکر لگائے مگر کوئی صورت پانی ملنے کی نظر نہ آئی آخر جب بہت بیقرار ہوگئیں تو آواز آئی ہاجرہؓ اسماعیل کے پاس جا چنانچہ جب وہ اسماعیل کے پاس آئیں تو دیکھا کہ چشمہ پھوٹا ہوا ہے بچہ کو پانی پلایا اور خود پیا اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر بھی

(باقی صفحہ 15 پر دیکھیں)

ضروری تصحیح۔ بدر ۲۷ مارچ کے شمارہ میں مضمون "کیا جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا ہے؟" میں سے درج ذیل حصہ مضمون چھوٹ گیا تھا جسے یہاں درج کیا جارہا ہے۔ ادارہ بدر اس غلطی پر معذرت خواہ ہے۔ (ادارہ)

"معطل کردیا اور کہا کہ جب تک صاف طور پر معاملہ سامنے نہیں آتا اس کا مسجد میں داخلہ بند ہے۔

۳ نومبر ۸۵ء کو مسلم جوڈیشل کونسل کی میٹنگ ہوئی جس میں شیخ جابر نے کہا کہ اسے شکایت موصول ہوئی ہے کہ احمدی اور ان کے ہمدرد Coovatool مسجد میں جاتے ہیں۔

جسیم پر ہمیشہ زور دیا جاتا رہا کہ وہ احمدیوں کو مرتد قرار دے مگر اس نے ایسا بیان دینے سے انکار کر دیا اس کے نزدیک لوگوں کو مسجد میں آنے سے روکنا قرآنی تعلیمات اور سنت کے خلاف ہے۔

جسیم کا عقیدہ یہ تھا کہ حدیث کی رو سے مسلمان ہونے کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ وہ خدا کی وحدانیت اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا زبان سے اقرار کرے اگر وہ ایسا کرتا ہے اور خود کو مسلمان قرار دیتا ہے تو وہ مسلمان ہے۔" (کیپ ٹائمز ۲۲ جولائی ۸۷ء)

شیخ ناظم محمد

شیخ ناظم محمد ۱۹۵۶ء میں مسلم جوڈیشل کونسل کا ممبر بنا۔ ۱۹۵۷ء میں وڈپارک مسجد کا امام بنا۔ ۱۱ سال بعد وہ یوسفیہ مسجد کا اسسٹنٹ امام بنا جہاں ۱۹۷۲ء میں سابق امام کے انتقال کے بعد وہ امام بن گیا۔ ۱۹۴۴ء تا ۱۹۸۲ء وہ کئی بار مسلم جوڈیشل کونسل کا صدر مقرر ہوا۔

شیخ ناظم کے نزدیک مسلمان ہونے کے لئے متعدد شرائط کے علاوہ یہ بھی ایک شرط ہے کہ ایسا شخص ان تمام لوگوں کی مذمت کرے جو مرزا غلام احمد کو نبی یا مصلح گردانتے ہیں۔ وہ احمدیوں اور احمدیوں کے ہمدردوں کو کافر سمجھتا تھا اور یہی جوڈیشل کونسل کا موقف تھا۔

(کیا شیخ ناظم اور ان کے ہمنوا ملاں یہ بتا سکتے ہیں کہ بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کی جو تعریف فرمائی ہے اس میں کہیں یہ شرط مذکور ہے؟ یا شیخ ناظم اور ان کے ہمنوا ملاؤں نے اسلام کے نام پر کوئی نیا دین گھڑا ہے جس کی تعریف میں انہوں نے یہ شرط داخل کی ہے!؟۔ مدیر)

مسلم جوڈیشل کونسل

مسلمانوں نے ۱۹۴۵ء میں مذہبی معاملات پر غور کرنے کیلئے ایک کونسل بنائی جس کا نام مسلم جوڈیشل کونسل رکھا۔ شیخ عباس جسیم اس کا بانی ممبر تھا۔

۱۹۶۵ء میں قاہرہ سے ایک فتویٰ مسلم جوڈیشل کونسل کے ہاتھ لگا جس کی بنا پر ایک سرکلر تمام مساجد میں بھجوایا گیا جس میں درج کیا گیا کہ

- ★ تمام احمدیوں، قادیانیوں اور بہائیوں اور ان سب کے ہمدردوں کو مرتد قرار دیا جاتا ہے۔
- ★ ان کا مسلمانوں کی مسجد میں داخلہ بند ہے۔
- ★ ان لوگوں کی شادیاں مساجد میں نہیں ہو سکتیں۔ کوئی شیخ یا امام ان کا نکاح نہیں پڑھ سکتا۔ مسلمانوں اور ان کے درمیان شادیاں نہیں ہو سکتیں۔
- ★ ان کا کوئی فرد مذہبی معاملات میں گواہ یا وکیل نہیں۔
- ★ ان کے مردہ کی تدفین مسلم قبرستان میں نہیں ہو سکتی نہ ہی کوئی شیخ یا امام تدفین کی رسومات ادا کر سکتا ہے ان کے مردوں کے لئے دعائے خیر نہیں کی جا سکتی۔
- ★ ان کا ذبیحہ مسلمانوں پر حرام ہے۔
- ★ ان کے ساتھ کسی قسم کے تعلقات منع ہیں۔

یہ سرکلر تمام مساجد میں بھجوایا گیا مگر شیخ عباس جسیم نے ان کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر اسے مرتد قرار دیا گیا اور مساجد میں اعلان کر دیا گیا کہ احمدی اور انکے ہمدرد چونکہ دونوں مرتد ہیں اس لئے ان کا بائیکاٹ کرنا چاہئے۔

وقوعہ کی تفصیلات

۲۰ دسمبر ۱۹۸۵ء کو رمزی ابراہیم کی شادی تھی۔ جس کے لئے لوگ مسجد یوسفیہ ونبرگ میں جمع تھے اس تقریب میں شیخ عباس جسیم اور اس کا بھائی عبداللہ بھی مدعو تھے۔ شیخ عباس جسیم مسجد میں خاموشی سے بیٹھا ہوا تھا کہ شیخ ناظم جس کے ذمہ شادی کی رسومات ادا کرنا تھیں، آیا اور شیخ عباس جسیم کو دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا اور اس نے کہا کہ جب تک یہ مسجد سے چلا نہیں جاتا شادی کی تقریب منعقد نہیں ہو سکتی۔ اس پر مسجد میں جمع لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہوئیں مگر جب شیخ ناظم نے لوگوں سے کہا کہ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ شیخ جسیم مسجد سے چلا جائے وہ کھڑے ہو جائیں تو بہت سے لوگ کھڑے ہو گئے اس طرح شیخ عباس جسیم چپکے سے مسجد سے چلا آیا۔ مگر اسی دوران اس کے بھائی عبداللہ کو زبردستی مسجد سے نکالا گیا۔

شیخ عباس جسیم نے کہا کہ اس موقع پر شیخ ناظم نے بھری مجلس میں اس کے متعلق یہ ہتک آمیز الفاظ کہے تھے کہ "وہ یعنی شیخ عباس جسیم احمدی ہے یا احمدیوں کا ہمدرد ہے" اور اسی بنا پر وہ اس کے خلاف ہرجانے کا دعویٰ کرتا ہے جبکہ شیخ ناظم کا بیان تھا کہ اس نے کسی موقع پر یہ الفاظ ادا نہیں کئے۔

مقدمہ کی کارروائی

مقدمہ کے آغاز میں ہی شیخ عباس جسیم کے وکیل نے عدالت کے سامنے یہ نکتہ اٹھایا کہ ۲۰ نومبر ۸۵ء کو جج ولیم سن نے "پیک VS مسلم جوڈیشل کونسل" وغیرہ کے مقدمہ میں مسلم جوڈیشل کونسل کو حکم دیا تھا کہ وہ احمدیوں کو بدنام کرنے سے گریز کرے۔ اس فیصلے کی رو سے مسلم جوڈیشل کونسل کا احمدیوں کے خلاف فتویٰ پر قائم رہنا خصوصاً لاہوری احمدیوں کے خلاف سراسر غیر قانونی ہے۔ اس کے جواب میں مدعا علیہ کے وکیل نے کہا کہ وہ فیصلہ صرف پیک کے حق میں دیا گیا تھا۔ لاہوری جماعت پر وہ لاگو نہیں ہو سکتا۔

شیخ عباس جسیم کے وکیل نے مزید کہا کہ عدالت نے اپنے فیصلے میں جان بوجھ کر جماعت احمدیہ کے ایک فرد پیک ہی کو نہیں بلکہ تمام افراد کو شامل کیا گیا ہے جن کے خلاف مسلم جوڈیشل"

(آگے مسلسل)

میری اہلیہ محترمہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ

گلزار احمد چنیوٹ

میری اہلیہ امتہ الحفیظ بیگم مورخہ ۲۴/ جون ۹۶ء کو بقضائے الٰہی رحلت فرما گئیں۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

اسی دن بعد نماز عصر مسجد مبارک میں مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مورخ احمدیت نے جنازہ پڑھایا اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین کے بعد مکرم چودھری مبارک مصلح الدین احمد صاحب نے دعا کرائی۔ موصوفہ نہایت نیک سلسلہ کی خادمہ مہمان نواز خوش اخلاق نیک سیرت اور پاک طینت تھیں میری چھیالیس سالہ ازدواجی زندگی میں نہایت وفاداری ہمدردی اور تعاون کا ثبوت دیا میرے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ میرے والدین کے ساتھ نہایت فرمانبرداری اطاعت شعاری اور خدمت گاری کا سلوک روا رکھا۔ میرے چھوٹے بھائیوں سے نہایت شفقت ہمدردی اور محبت کا سلوک رکھا۔ ان کی تعلیم و تربیت میں والدین اور میرے ساتھ بھرپور تعاون دیا۔ برداشت اور حوصلہ سے حالات کے ساتھ سمجھوتا کیا۔ میرے والدین نے بھی اس کے ساتھ نہایت محبت اعتماد قدردانی کے جذبات کو اپنے دل میں جگہ دی اور بہت پیار کرتے تھے۔ اسی طرح میرے چھوٹے بھائیوں نے بہت احترام اور ادب سے اسے اپنی بہن بلکہ والدہ کی وفات کے بعد والدہ کی عزت اور احترام دیا ہمارے گھر کی ترقی میں ان کے تعاون کا بہت دخل ہے۔ اسی طرح تمام برادری اور خاندان جن میں غیر از جماعت کنبے بھی شامل ہیں سے نہایت محبت اور خلوص کا سلوک رکھا اور کسی کی طرف سے مہمان نوازی یا اخلاق اور احترام کے متعلق کبھی شکوہ کا موقعہ نہ دیا تعارف کے طور پر تحریر ہے کہ میرے والد صاحب محترم عبدالرحمٰن زرگر پنڈی چری مدفون بہشتی مقبرہ ربوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے کلاس فیلو تھے اور ان سے جماعتی رشتہ کے علاوہ ذاتی تعلق بھی تھا۔ میرے دادا مکرم محمد یوسف زرگر پنڈی چری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں شامل تھے اور بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہیں میری اہلیہ امتہ الحفیظ میاں عبدالحق زرگر پھیروچیچی کی بیٹی تھی۔ جو جوانی میں ۱۹۳۸ء میں وفات پاگئے اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہیں ان کی وفات کا تذکرہ نہایت احسن رنگ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خطبہ میں فرمایا تھا اور جنازہ پڑھایا اس کے دادا میاں محمد عبداللہ زرگر پھیروچیچی بھی بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہیں اسی طرح اس کے سسرال اور میکے کے خاندان کا جماعت خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی خدام اور عقیدت مندوں میں شمار ہوتا ہے یہ ہمارے لئے بہت اعزاز اور فخر کا موجب ہے۔

موصوفہ کی ذاتی زندگی بچپن اور جوانی تک یتیمی میں گزری اور انہوں نے سب حالات کا نہایت ہمت حوصلہ اور صبر سے مقابلہ کیا اور کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لایا۔ ۱۹۵۰ میں شادی کے بعد جڑانوالہ کی شہری زندگی سے دور دراز دیہات پنڈی چری میں جہاں تمام سہولتیں باوجود خوشحالی کے میسر نہ تھیں۔ نہایت سکون وفاداری اور تعاون سے گزارا اور خدا تعالیٰ نے ترقی کے سامان پیدا فرمائے اور دن بدن یکسر حالات خدا تعالیٰ نے تبدیل فرمائے اور تمام دنیوی آسائشیں میسر آگئیں موصوفہ ۲۶/ ۲۵ سال سے عین جوانی میں شوگر کے مرض میں مبتلا ہو گئی اور بیماری کا نہایت حوصلہ اور ہمت سے مقابلہ کیا اور کبھی شکوہ زبان پر نہ لایا۔ اب تقریباً ایک سال سے گردوں، دل کے بڑھ جانے اور پھیپھڑوں میں پانی جمع ہو جانے کے باعث بیمار تھیں اور علالت میں تشویشناک پہلو نمایاں ہو گیا اپنے بڑے لڑکے ڈاکٹر ابرار احمد صاحب نے لاہور کے باہر ڈاکٹر صاحبان سے تشخیص اور علاج کروایا اور خدمت اور علاج میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی دو تین بار انتہائی نگہداشت وارڈ تین چار بار زاہد ہسپتال سرگودھا جو میرے بھائی ڈاکٹر عبدالغفور زاہد کا قائم کردہ ہے ان کے بیٹے ڈاکٹر انیس احمد شہزاد جو میرے بھتیجے اور داماد ہیں کے زیر علاج رہیں عزیزم نے نہایت توجہ ہمدردی اور محبت سے علاج کیا اور کئی بار طبیعت سنبھل گئی۔ آخر وقت آگیا۔ ۲۳/ ۲۴ جون ۹۶ء کی درمیانی شب ساڑھے بارہ بجے اپنے مولا حقیقی کے حضور حاضر ہو گئیں۔ وہاں سے میت بذریعہ ایمبولنس چنیوٹ اپنے گھر لائی گئی۔ بعدہ جنازہ ربوہ دار الضیافت پہنچایا گیا۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور مقام قرب سے نوازے۔ آمین۔

ضرورت ہے

مسجد احمدیہ بنگلور کیلئے ایک خادم مسجد کی ضرورت ہے۔ جو دوست خدمت کا جذبہ رکھتے ہوں۔ وہ فوری طور پر مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔ خدمت کا جذبہ رکھنے والے دوست دینی امور سے کچھ نہ کچھ واقفیت رکھتے ہوں اور امام الصلوٰۃ کی عدم موجودگی میں نماز بھی پڑھا سکتے ہوں۔ حسب لیاقت وظیفہ کا تعین کیا جائیگا۔ رہائش کیلئے معقول کمرہ اور پانی وغیرہ کی بھی سہولیات موجود ہیں۔ شادی شدہ خادم کو ترجیح دی جائیگی۔ رابطہ کیلئے پتہ۔

MOLVI MAQSOOD AHMAD BHATTI
AHMADIYYA MUSLIM MISSION
NO-1. 3rd CROSS WILSON GARDEN
BANGALORE-27

(مبلغ سلسلہ بنگلور)

☆ محترمہ امتہ القیوم صاحبہ ہمبرگ جرمنی کی صحت خراب ہے موصوفہ اپنی صحت و تندرستی اور بچوں کی صحت و خادم دین بننے کیلئے اور دیگر مشکلات کے ازالہ کیلئے عاجزانہ دعا کی درخواست کرتی ہیں۔ (اعانت بدر ۱۰ مارک)

(مینیجر ہفت روزہ بدر)

ضلع ایٹہ (یوپی) میں مولویوں کی مخالفت

اور

خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت

ضلع ایٹہ کے جرسی گاؤں میں قاری محمد تاج صاحب بطور معلم وقف جدید متعین ہیں آپ اپنی اہلیہ اور بچہ کے ساتھ وہاں مقیم ہیں اور دن رات گاؤں کے بچوں کو دین اسلام کی باتیں سکھانے انہیں نماز اور قرآن مجید پڑھانے میں مگن ہیں۔ ماہ رمضان میں مولوی صاحب وہاں نماز تراویح بھی پڑھاتے رہے۔ پندرہ رمضان تک تو بڑے اچھے ڈھنگ سے کام چلتا رہا۔ ۱۶/ اور ۱۷/ رمضان کو دو مولوی آئے اور عین افطار کے وقت نماز کے دوران فساد پھیلانا شروع کر دیا۔ اور پھر ۲۰/ رمضان کو ایٹہ سے ایک جیپ مولویوں کی بھر کر آئی۔

قاری صاحب ایک نہایت مخلص نوجوان دوست مکرم ڈاکٹر شکیل صاحب کے گھر میں ٹھہرے ہوئے تھے مولوی لوگ ڈاکٹر شکیل صاحب کے گھر پر حملہ آور ہوئے قاری صاحب نے کمرے میں بیٹھنے کیلئے کہا۔ مفتی ایٹہ اور دیگر لوگ کمرہ میں بیٹھ گئے۔ بات چیت شروع ہوئی لیکن چونکہ یہ لوگ فتنہ فساد کیلئے آئے تھے اس لئے اپنے سوالات کے جواب پا کر دوران گفتگو شور ڈالنا شروع کر دیا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر اپنی گندی زبانوں سے گند اچھالنے لگے۔

اس پر بعض ہندو بھائیوں نے انہیں گالیاں نکالنے اور گند بکنے سے روکا لیکن وہ نہیں رکے اس پر ہندو بھائیوں نے ان کو بہت برا بھلا کہا اور مولویوں کو کہا کہ اگر خاموشی سے اور عزت سے بات کرنی ہے تو بیٹھو ورنہ آپ لوگ ہمارے گاؤں سے چلے جائیں ہم یہاں فساد نہیں ہونے دیں گے۔

مولویوں نے کچھ نہ بنتا دیکھ کر ڈاکٹر شکیل صاحب اور قاری صاحب کے خلاف تھانہ میں ایف آئی آر درج کرا دی۔ دوسرے دن مکرم مظہر صاحب وسیم مبلغ سلسلہ بھی پہنچ گئے اور پولیس کو پوری جانکاری دی۔ لیڈی پولیس بھی گاؤں میں آئی یہ تمام پولیس والے نئے احمدیوں کے خلاف اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات سن کر بہت متاثر ہوئے۔

گاؤں کا ایک شخص بندو نا.جی جو مولویوں کو فساد پھیلانے کیلئے بلا کر لایا تھا خدا کی گرفت کے نیچے آگیا۔ چنانچہ اگلے روز اکیس رمضان کو اس شخص کے لڑکے کا موٹر سائیکل ایکسیڈنٹ ہوا شدید چوٹیں آئیں اور دانت ٹوٹ گئے۔ لوگوں پر اس واقعہ کا بہت اثر ہے۔

اس واقعہ کے بعد پولیس کی کارروائی کرنے میں اور حکام بالا کو اطلاعات پہنچانے اور بروقت مدد کی کارروائی کرنے میں مکرم عقیل صاحب سہارنپوری معلم وقف جدید آگرہ سرکل یوپی اور مکرم مظہر صاحب وسیم نے نمایاں کردار ادا کیا۔ فجزاھما اللہ تعالیٰ۔

شری ہری داس راؤ Shri Hari Das Raw D.G.P ڈائریکٹر جنرل پولیس یوپی شری ونے کمار Viney Kumar S.S.P صاحبان شکریہ کے مستحق ہیں جن کی کوششوں سے نہ صرف متاثرہ علاقہ میں بلکہ دیگر احمدی جماعتوں میں بھی بروقت اور تسلی بخش حفاظتی کاروائی کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان حکام کو اس کی احسن جزاء عطا فرمائے آمین۔ مخالفین احمدیت کو ہدایت نصیب کرے اور احباب جماعت کا حافظ و ناصر ہو آمین۔

(سفیر احمد شمیم مبلغ سلسلہ علاقہ ملکانہ)

خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ کشمیر کا دو روزہ سالانہ صوبائی اجتماع

۲۴ اور ۲۵ ستمبر: دو روزہ سالانہ صوبائی اجتماع کشمیر بمقام رشی نگر بعد نماز ظہر و عصر منعقد ہوا۔ افتتاحی اجلاس کی کارروائی تلاوت کلام پاک سے زیر صدارت امیر صاحب جماعت احمدیہ صوبہ کشمیر شروع ہوئی۔ اس جلسہ میں اپنی افتتاحی تقریر میں مولوی غلام نبی صاحب نیاز مبلغ سلسلہ نے دیگر تربیتی باتوں کے علاوہ باشرح چندہ جات کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔ ازاں بعد اطفال الاحمدیہ کا نظم خوانی تقاریر اور اذان بالترتیب ہوئے اور کم و بیش ۹۰ فیصد اطفال نے اس اجتماع میں مقابلہ جات میں حصہ لیا۔ ماشاء اللہ اطفال الاحمدیہ کا ہر ایک مقابلہ ایک سے بڑھ کر ایک تھا۔ یہ اجتماع رات کے ۱۰ بجے تک تھا۔ اس کے بعد خدام الاحمدیہ کشمیر کا مقابلہ شروع ہوا جو دوسرے دن صبح ۲ بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد اختتامی اجلاس ہوا یہ اجلاس صدر صاحب جماعت احمدیہ رشی نگر کی صدارت میں ہوا۔ علمی و رزشی مقابلہ جات ہوئے خدام و اطفال نے بھرپور حصہ لیا۔ خدام و اطفال کی حاضری مثالی تھی اور یہ اجتماع بھی اپنے انتظام و اہتمام اور اپنی آراستگی میں ایک مثالی اجتماع تھا دور و نزدیک سے آئے ہوئے سبھی احباب نے اس کی تعریف کی علمی و ورزشی مقابلہ جات میں اول دوم و سوم آنے والے خدام و اطفال میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

اختتامی اجلاس میں محترم قائد صاحب علاقائی نے تقریر کی اور صدر صاحب جماعت احمدیہ رشی نگر کی صدارتی خطاب کے بعد ناظم اعلیٰ اجتماع کمیٹی نے سب کا شکریہ ادا کیا اللہ کے فضل سے اجتماع بہت کامیاب رہا۔

(قائد مجلس خدام الاحمدیہ رشی نگر کشمیر)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے

مقام چلہ کشی کی زیارت

مجلس انصار اللہ قادیان کے زیر انتظام ۲۱/ فروری کو ایک قافلہ جو ۵ بسوں۔ ۵ ماروتی وینوں۔ ۵ موٹر سائیکلوں اور ایک مزدہ پر مشتمل تھا جس میں قریباً ساڑھے تین صد احباب و مستورات اور بچے شامل تھے باجازت محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان صبح نو بجے اجتماعی دعا کے ساتھ ہوشیار پور میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے چلہ کشی فرمانے کی جگہ پر دعا کیلئے روانہ ہوا۔ محترم امیر صاحب مقامی نے اس وفد کیلئے بطور امیر محترم حکیم بدر الدین صاحب عامل کو مقرر فرمایا تھا۔ جملہ انتظامات سفر مکرم ڈاکٹر دلاور خان صاحب زعیم حلقہ نور اور خاکسار محمد یوسف انور ایڈیشنل زعیم اعلیٰ قادیان نے سر انجام دیئے۔ مانو تا مندر کے سرگرم کارکنان شری انوراگ صاحب سودھ اور شری رتن سنگھ صاحب کو ۲۰/ فروری کی رات کو بذریعہ فون بتایا گیا تھا کہ ہمارا قافلہ صبح نو بجے روانہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ مذکورہ دونوں دوست اپنے اور دوستوں کے ساتھ ہوشیار پور شہر سے باہر ہی ہمیں ملے چنانچہ قافلہ ان کے ساتھ کنک منڈی جہاں چلہ کشی والا مکان واقع ہے کی طرف روانہ ہوا۔ چلہ کشی والا کمرہ چونکہ زیادہ بڑا نہیں اس لئے احباب و مستورات نے بار بار گروپ وائز دعا کی آخر میں محترم بدالدین صاحب عامل نے جملہ غیر مسلم احباب کو جو ہمارا تعاون کر رہے تھے۔ اس مقام کی اہمیت کے بارہ میں بتایا ان غیر مسلم احباب میں انوراگ سودھ اور رتن سنگھ صاحب کے علاوہ موتی لال صاحب اور میونسپل کمشنر کرنل ویریندر سنگھ صاحب کرنل راجندر سنگھ صاحب اور جگت پال صاحب بھی تھے۔

اس تمام کارروائی کو ساتھ ساتھ فلمایا بھی گیا۔ دعا سے فارغ ہونے کے بعد قافلہ ہوشیار پور میں واقع مانو تا مندر کے وسیع و عریض صحن میں پہنچا۔ جہاں ان غیر مسلم احباب نے قافلہ کیلئے جمعہ کی ادائیگی اور جلسہ کا انتظام کیا ہوا تھا۔ دریاں بچھی ہوئی تھیں۔ جمعہ کی اذان ہوئی۔ محترم امیر قافلہ کے ارشاد پر محترم عبد الحمید صاحب ٹاک امیر صوبائی کشمیر نے مختصر خطبہ دیا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ مستورات کیلئے ایک بڑے ہال میں نماز کی ادائیگی کا انتظام تھا۔ جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے بعد احباب نے کھانا تناول کیا جو احباب قادیان سے اپنے ساتھ لائے تھے۔

بعدہ جلسہ ہوا۔ اسٹیج وغیرہ مذکورہ غیر مسلم احباب نے ہی تیار کیا تھا۔ ٹھیک تین بجے محترم حکیم بدالدین صاحب عامل کی صدارت میں جلسہ شروع ہوا۔ محترم قاری نواب احمد صاحب نے قرآن مجید کی تلاوت کی ترجمہ خاکسار نے پیش کیا۔ بعدہ رتن سنگھ صاحب پرنسپل لائبریری نے غیر مسلم معززین کا تعارف کرایا اور اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ جماعت احمدیہ کی قومی یکجہتی کے تعلق میں خدمات کا ذکر کر کے ہر رنگ میں تعاون کا وعدہ کیا۔ نیز یہ بھی ذکر کیا کہ چلہ کشی والا مکان جماعت احمدیہ کیلئے ایک اہم مقام ہے۔ جماعت کو چاہئے کہ وہ اس اہم مقام کو حاصل کرے۔ اس تعلق میں جو بھی اخلاقی تعاون ہوگا ہم کریں گے۔ بعدہ خاکسار نے موقع کے لحاظ سے قومی یکجہتی پر مختصر تقریر کی ان معزز غیر مسلم احباب کی بعض باتوں کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جواب دیا گیا۔ اس موقع پر عبد الحمید صاحب ٹاک اور سید محمد سرور صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ شاد بھگوی جو کینڈا سے تشریف لائے ہوئے تھے نے اپنی ایک نظم سنائی۔ محمد یامین خان صاحب نے سیدنا حضور انور کا منظوم کلام سنایا۔ محترم صدر صاحب جلسہ کی صدارتی تقریر اور اجتماعی دعا کیساتھ جلسہ اختتام پزیر ہوا۔

شہر کے ان معززین جن کا ذکر اوپر ہوا ہے کی طرف سے تمام قافلہ میں شیرینی تقسیم ہوئی۔ مجلس انصار اللہ کی طرف سے ان جملہ معززین کو مٹھائی پیش کی گئی اور اسلامی لٹریچر پیش کیا گیا جسے انہوں نے نہایت عقیدت سے قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ اس بابرکت سفر کے ثمر آور نتائج نکالے۔ آمین۔

☆ مورخہ ۹۷-۳-۹ بروز اتوار ہوشیار پور میں جوگا سنگھ گردوارہ میں جوگا سنگھ کا جنم دن پوری عقیدت و احترام سے منایا گیا۔ اس موقع پر جماعت احمدیہ کو بھی مدعو کیا گیا تھا چنانچہ مکرم محمد کریم الدین صاحب شاہد مکرم گیانی عبد اللطیف صاحب مکرم فضل الٰہی خان صاحب مکرم ڈاکٹر دلاور خان صاحب وفد کی صورت میں گئے۔ اور مکرم رتن سنگھ صاحب اور مکرم انوراگ صاحب کے تعاون سے ہمیں بھی اس پروگرام میں حصہ لینے کا موقع ملا۔ ڈیڑھ بجے کیرتن کے اختتام پر تقاریری پروگرام شروع ہوا۔ دیگر لوگوں کے علاوہ مکرم گیانی عبد اللطیف صاحب مکرم محمد کریم الدین صاحب شاہد نے بھی تقاریر کیں اور جماعت احمدیہ کی تعلیم بیان کی خاکسار نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام پڑھ کر سنایا۔ تین بجے گردوارے کے برآمدے میں ایک گھنٹہ تک احباب سے گفتگو ہوئی جس میں ہندو اور سکھ بھی شریک تھے دو دیگر ذی علم غیر احمدی دوست بھی شامل تھے انہیں ان کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ اس کے بعد مانو تا مندر میں بھی قائمقام گورو جی سے ملاقات کی گئی اور تبادلہ خیالات کا موقع ملا ذی علم دوستوں کو لٹریچر بھی دیا گیا۔

اس موقع پر ہم رتن سنگھ صاحب شری انوراگ سودھ جی۔ کرنل ویریندر سنگھ جی۔ کرنل راجندر سنگھ جی کے بیحد مشکور و ممنون ہیں کہ انہوں نے بھرپور تعاون دیا۔ جزاکم اللہ۔

(محمد یوسف انور)

(ایڈیشنل زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ قادیان)

بدر کی شرح میں اضافہ

ہندوستان کے خریداران کو مطلع کیا جاتا ہے کہ کاغذ، کمپیوٹر کمپوزنگ، آفسیٹ پرنٹنگ اور دیگر اخراجات کے بڑھ جانے کے باعث اخبار بدر کی طباعت کے اخراجات بڑھ چکے ہیں۔ صیغہ بدر باوجود ان تمام زائد اخراجات کے اصل لاگت سے بھی کم قیمت پر اخبار بدر خریداران کو دیتا آرہا ہے۔

اب ان موجودہ تمام امور کو مد نظر رکھتے ہوئے صیغہ بدر نے یکم جولائی ۱۹۹۷ء سے بدر کی شرح میں مبلغ/۱۰۰ روپے سالانہ چندہ سے بڑھا کر مبلغ/۱۵۰ روپے سالانہ چندہ کر دیا ہے۔ خریداران مطلع رہیں کہ یکم جولائی ۹۷ء سے بدر کی شرح سالانہ/۱۵۰ روپے ہوگی۔

(مینیجر ہفت روزہ بدر)

یادگیر (کرناٹک) میں پانچواں نیشنل ہفتہ ویوم تبلیغ

(۲۴/ نومبر ۹۶ تا یکم دسمبر ۹۶)

الحمد للہ پانچواں نیشنل ہفتہ ویوم تبلیغ مرکزی ہدایات اور مرکزی پروگرام کے مطابق مورخہ ۲۴/ نومبر ۹۶ سے یکم نومبر ۹۶ تک یادگیر میں جماعت احمدیہ یادگیر کرناٹک نے عظیم الشان پیمانے پر منایا۔

محکمہ کھاری باؤلی میں جلسہ سیرت النبی ﷺ :

نیشنل ہفتہ ویوم تبلیغ کا آغاز ۲۴/ دسمبر سے شروع ہوا۔ اس دن جلسہ سیرت النبی ﷺ محلّہ کھاری باولی یادگیر میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت محترم محمد عبدالسلیم صاحب سگری صدر جماعت نے کی۔ جلسے کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم عبد الغفار صاحب قلعی گر نے فرمائی۔ اس کے بعد ناصرات الاحمدیہ نے ترانہ پیش کیا بعد ازاں مکرم عبدالمنان سالک صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا　　　نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

خوش الحانی سے سنایا۔ اس بابرکت اجلاس کی پہلی تقریر مکرم محمد رفعت اللہ صاحب غوری نے فرمائی۔ اور مکرم محمود احمد صاحب جنگری نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد محترم مولوی نذرالا سلام صاحب مبلغ سلسلہ نے رحمت للعالمین کے عنوان پر تقریر فرمائی۔

اس جلسہ کی آخری تقریر صدر صاحب نے فرمائی آپ نے "جلسہ سیرت النبیؐ کے منعقد کرنے کی غرض و غایت اور نیشنل یوم تبلیغ منانے کے اغراض ومقاصد" پر روشنی ڈالی۔

کالا چبوترہ میں جلسہ سیرت النبی ﷺ :

۲۶/ نومبر ۹۶ کو نیشنل ہفتہ ویوم تبلیغ کے تحت مورخہ ۲۶ نومبر ۹۶ کو جلسہ سیرت النبی ﷺ محلّہ کالا چبوترا یادگیر میں زیر صدارت مکرم عبدالسلیم صاحب سگری صدر جماعت احمدیہ یادگیر منعقد ہوا۔ محلّہ کالا چبوترا کے احمدی انصار و خدام نے مل کر ایک خوبصورت اسٹیج بنایا۔ احباب کے بیٹھنے کیلئے کرسیوں کا انتظام تھا۔ جلسہ کا آغاز ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے رات مکرم محمد رفعت اللہ غوری صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ اس کے بعد مکرم بشیر احمد صاحب لیکچرر نے صدر اجلاس اور مقررین کی گلپوشی کی اور ساتھ ہی ساتھ اس محلّہ کی بلدیہ کی خاتون کونسلر کی بھی گلپوشی کی۔ اس کے بعد مکرم عبدالمنان سالک نے حضرت مسیح موعودؑ کا پاکیزہ منظوم کلام ؎

"ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے"

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ اذاں بعد مکرم اسامہ احمدی صاحب وکیل نے اس بابرکت جلسہ کی پہلی تقریر کی آپ نے سیرت طیبہ کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور حضورؓ کے اقتباسات سنائے۔ اس کے بعد مکرم محمد نعمت اللہ صاحب غوری نے دوسری تقریر فرمائی۔ آپ نے سورہ احزاب کی آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔ آپ نے حضور ﷺ کی سیرت بیان کرتے ہوئے آپؐ کی بعثت کا دور، توحید کا قیام، آپؐ کا توکل الی اللہ آپؐ پر ظلم و ستم، اور جنگِ بدر کے واقعات پر سیر افروز روشنی ڈالی۔ اور مکرم مولوی نذرالا سلام صاحب مبلغ سلسلہ نے آخری تقریر فرمائی۔

دوران جلسہ سامعین کی چائے اور شیرینی سے تواضع کی گئی۔ مستورات کیلئے بھی علیحدہ انتظام کیا گیا تھا انصار خدام اور لجنہ کی حاضری اچھی تھی اجتماعی دعا کے بعد جلسہ کا اختتام ہوا۔

محلّہ مسلم پور میں جلسہ سیرت النبی ﷺ :

۲۸/ نومبر ۹۶ کو محلّہ مسلم پورہ یادگیر میں منجانب جماعت احمدیہ یادگیر جلسہ سیرت النبیؐ ٹھیک ۹ بجے رات منعقد کیا گیا جس کی صدارت مکرم عبدالسلیم صاحب سگری صدر جماعت احمدیہ یادگیر نے کی اس بابرکت اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ تلاوت مکرم منیر الدین خان صاحب نے کی اس کے بعد محلّہ مسلم پورہ کے ناصرات نے ترانہ سنایا۔ بعد ازاں عزیزم فردوس خان صاحب نے "اسلام کی کامیابی کی خوشخبری" کے پر تقریر کی۔ اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم سیٹھ محمد رفعت اللہ صاحب غوری نے "سیرۃ طیبہؐ" پر کی اور مکرم عبدالمنان سالک صاحب نے حضورؓ کا کلام ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ آخری تقریر مولوی نذرالا سلام صاحب مبلغ سلسلہ نے فرمائی۔ اختتامی دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

پانچواں نیشنل یوم تبلیغ جماعت احمدیہ یادگیر

اس بابرکت پروگرام کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ ٹھیک ۵ بجے مسجد احمدیہ یادگیر میں نماز باجماعت ادا کی گئی جس میں تمام چھوٹے بڑوں نے شرکت کی۔

اجتماعی دعا

صبح ٹھیک ۹ بجے اجتماعی دعا مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ یادگیر نے کرائی اللہ کے فضل سے اس دعا میں تمام ذیلی تنظیموں کے رکن شریک ہوئے۔ احباب بڑے چھوٹے سب جوق در جوق بڑے شوق سے ۹ بجے سے پہلے مسجد احمدیہ میں جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے آج ایک بہت بڑی عید منائی جا رہی ہو۔ دعا کے بعد مکرم عبدالمنان سالک صاحب نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔

تقسیم لٹریچر و پمفلٹ :۔

اجتماعی دعا کے بعد خدام وانصار اور لجنہ کے ممبران نے اپنے اپنے ہاتھوں میں لٹریچر و پمفلٹ لئے ہوئے اپنے اپنے وفد کے ساتھ قافلے کی شکل میں شہر کے مختلف محلوں سڑکوں اور چوراہوں پر روانہ ہو گئے۔ یہ پروگرام شام تک چلتا رہا۔ لٹریچر و پمفلٹ کی تعداد قریباً چھ ہزار تھی۔ تمام پمفلٹ شام تک سارے شہر میں تقسیم کیا گیا۔ تقریباً بیس ہزار افراد تک پیغام حق پہنچایا گیا۔

لٹریچر و پمفلٹ مقامی جماعت نے اپنے خرچ پر شائع کیا اسی طرح مرکز قادیان سے بھی بہت سا لٹریچر انگریزی، ہندی اور اردو زبان میں موصول ہوا تھا۔ وہ تمام کا تمام تقسیم کیا گیا۔ اسی طرح مقامی زبان میں بھی کثیر تعداد میں پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ جسے لوگوں نے بہت پسند کیا اور خوش اخلاقی سے ہماری کتب اور پمفلٹ کو لیا اور پڑھتے رہے اور شکریہ ادا کیا۔

بک اسٹال :

شہر میں دو بک اسٹال لگائے گئے ایک گاندھی چوک پر اور دوسرا ایک اسٹال بس سٹینڈ پر لگایا گیا۔

تبلیغی خطوط : ہندوستان کے مشہور ادیب، دانشور اور شاعروں کو ۲۵ تبلیغی خطوط لکھے گئے۔

آڈیو وڈیو کیسٹ کے ذریعہ تبلیغ :

شہر میں مختلف محلوں میں احمدی گھروں میں آڈیو کیسٹ کے ذریعہ حضور ایدہ اللہ کے خطبات کے کیسٹ غیر احمدی دوستوں کو سنائے گئے۔ اسی طرح جمعہ کے روز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ بھی دکھایا گیا۔

اختتامی دعا و تبلیغی پروگرام کے تاثرات :

مغرب سے پہلے پہلے تمام تبلیغی وفود اپنی اپنی مختصر رپورٹ کے ساتھ مسجد احمدیہ میں پہنچ گئے۔ نماز مغرب و عشاء جمع کی گئی اس کے بعد مکرم مولوی نذرالاسلام صاحب مبلغ سلسلہ نے دن بھر کے تبلیغی وفود کے تاثرات سنائے۔ اس کے بعد خاکسار نے اختتامی دعا کرائی۔

(ایم۔ اے سلیم ساگری صدر جماعت یادگیر کرناٹک)

علاقہ نلگنڈہ و کھمم (آندھرا) میں تبلیغی اجلاسات

الحمد للہ کہ نو مبائعین کے علاقوں میں دو اہم اجلاس منعقد کئے گئے۔ چنانچہ پہلا اجلاس علاقہ نلگنڈہ میں ہوا۔ اس اجلاس کی تیاری مکرم مولوی ظفر اللہ صاحب سرکل انچارج نے جماعتِ احمدیہ طاہر آباد میں کروائی۔ حیدر آباد سے مکرم صوبائی امیر صاحب آندھرا سیٹھ محمد بشیر الدین صاحب اور مکرم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج آندھرا، اسی طرح صوبائی قائد مکرم عظیم الدین صاحب نیز قائد خدام الاحمدیہ حیدر آباد مکرم عبدالمنان صاحب اور خاکسار شامل تھے۔ دوسرا قافلہ سکندر آباد کے خدام کا تھا جس کی قیادت مکرم سلیم احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ سکندر آباد کر رہے تھے۔ بعد نماز ظہر و عصر دوپہر کے طعام کے تناول کرنے کے بعد ۳۰۔ ۲ بجے اجلاس شروع ہوا۔ جس میں محترم صوبائی امیر سیٹھ محمد بشیر الدین صاحب نے صدارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ مکرم عبدالرحمٰن صاحب معلم وقفِ جدید بیرون نے تلاوت کی۔ بعد مکرم مقصود احمد صاحب آف سکندر آباد نے خوش الحانی سے نظم پڑھ کر سامعین کو محظوظ کیا۔ اس کے بعد مکرم ظفر اللہ صاحب سرکل انچارج نلگنڈہ نے "امام مہدی کی آمد از روئے ہندو شاستر" کے عنوان پر تقریر کی۔ بعدہ صدر جماعت طاہر آباد مکرم عبداللطیف صاحب نے جماعت کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی جماعت کو تعاون دینے کی اپیل کی۔ بعدہ مکرم عبداللطیف صاحب سیکرٹری مال طاہر آباد نے تقریر کی آپ نے فرمایا کہ جماعت وسیع پیمانہ پر خدامات سرانجام دے رہی ہے۔ اس لئے ہمیں بھی مالی قربانیوں میں حصہ لینا چاہیئے۔ جبکہ چوتھی تقریر مکرم مولوی عبدالقیوم خان صاحب نے کی۔ جس میں آپ نے تمام احمدیوں سے اور معلمین کرام سے کہا کہ حضور کے مقرر کردہ ٹارگٹ کو ہر حال میں ہم نے پورا کرنا ہے۔ مکرم عبدالرشید صاحب دیودرگی نے پانچویں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ تبلیغ کے لئے نکلنے کے بعد اب مجھ کو اس بات کا تجربہ ہوا کہ حضور کا یہ فرمانا صد فیصد درست ہو رہا ہے کہ پھل پکے ہوئے ہیں بس ہلانے کی دیر ہے۔ پھر مکرم قائد خدام الاحمدیہ حیدر آباد عبدالمنان صاحب نے تقریر کی۔ کہ نو مبائعین کو چاہیئے کہ بنیادی مسائل کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ اور ہر مخالف کے جواب کے لئے تیار رہیں۔ ساتویں تقریر مکرم سلطان احمد صاحب آف سکندر آباد نے کی۔ جس میں آپ نے لوگوں کو نماز کی طرف توجہ دلاتے ہوئے "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے تیسرے سوال کے جواب کا اختصار اذکر کیا۔ آٹھویں تقریر خاکسار نے صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے عنوان پر تلگو زبان میں کی۔ نویں اور آخری تقریر مکرم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج آندھرا نے کی تھی، آپ نے فرمایا کہ آج اللہ کے فضل سے جماعت نمایاں ترقیات کی طرف جا رہی ہے۔ آپ خوش قسمت لوگ ہیں جو پہلے ہی ایمان لائے۔ اب آپ نے تبلیغ اور مالی قربانیوں میں جماعت کا ساتھ دینا ہے۔ تاکہ آپ کی طرف سے دوسرے لوگوں کو بھی پیغام ملے۔

صدر اجلاس دعا کے بعد اجلاس کی برخاستگی کا اعلان کیا۔ جس کے بعد سکندر آباد قافلہ واپس گیا۔ اور ہم ضلع کرشنا کی طرف روانہ ہوئے۔

دوسرے دن شام کو جنکالاپالم ضلع کرشنا میں جلسہ ہوا۔ جس کی صدارت کے فرائض محترم سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج آندھرا نے ادا کئے۔ مقامی طفل نور میاں نے تلاوت کی جبکہ قائد مجلس نے نظم سے احباب کو محظوظ کیا۔ اس اجلاس میں پہلی تقریر مکرم عبدالمنان صاحب نے کی۔ جبکہ دوسری تقریر مکرم سلطان احمد صاحب نے کی اور تیسری خاکسار نے تلگو زبان میں کی۔ بعدہ صدر اجلاس کی تقریر کے بعد دعا کے ساتھ اجلاس کے اختتام کا اعلان ہوا۔ اللہ کے فضل سے ہر دو اجلاسات میں خوشکن حاضری تھی۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین۔

(حافظ سیّد رسول نیاز، مبلغ چنتہ کنتہ)

بقیہ - ہومیو پیتھک

اور ایگزیما کی تکلیفیں بیک وقت دونوں طرف ہونے کا رجحان آرنیکا میں بھی پایا جاتا ہے۔ آرنیکا میں ایک آنکھ میں خارش ہو تو دوسری میں بھی ہوگی بیک وقت دونوں طرف تکلیف ہوتی ہے چینینم آرس میں بھی یہی علامت ہے لیکن آنکھوں کے سامنے تارے اور چنگارے بائیں آنکھ میں دائیں آنکھ کے مقابل پر زیادہ نظر آتے ہیں۔ بائیں آنکھ سے پانی بہتا ہے اور درد کا احساس کانوں میں شور اور آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ قوت سامعہ غیر معمولی طور پر تیز ہو جاتی ہے یا بہراپن پیدا ہونے لگتا ہے۔ یہ متضاد علامات چینینم آرس میں پائی جاتی ہیں۔

ناک سے خون آمیز رطوبت اور بدبودار پیپ نکلتی ہے ناک اندر سے گلنے لگتا ہے ہونٹوں اور ناک کے کنارے چھلنے لگتے ہیں۔ چہرہ کا رنگ پیلا اور مٹیلا سا کھنچا ہوا اور پھولا ہوا نیز ایک عجیب قسم کی چمک چہرہ کے ایک حصہ پر نمایاں ہو جاتی ہے جو خون کی کمی کی نشاندہی کرتی ہے۔ مونہہ کی اندرونی جھلیوں سے خون بہنے کا رجحان ہوتا ہے۔ زبان پر لکیریں ظاہر ہوتی ہیں۔ کالا، بھورا، سفید اور زرد رنگ زبان پر پایا جاتا ہے۔ مسوڑھے سوجے ہوئے دانت مسوڑھوں کو چھوڑنے لگتے ہیں، مونہہ کا مزہ خراب اچھے سے اچھا کھانا بھی برا لگتا ہے۔ نہ ختم ہونے والی پیاس، رات کو دانتوں میں درد اور دانت کٹکٹانے کو دل چاہتا ہے جس کی وجہ سے نیند بے چین ہوتی ہے۔ گلا خشک اور بعض دفعہ گلے سے سخت بدبو آتی ہے۔ یہ بہت خطرناک علامت ہے کیونکہ گلے کے زخم میں ناسور بننے کا رجحان ہوتا ہے اس کے لئے چینینم آرس بہت مفید ہے۔ اگر چینینم آرس کی علامات نمایاں نہ ہوں تو اونچی طاقت میں آرسنک بغیر مزید تحقیق کے فوراً دے دینا چاہئے ایک ضمنی علامت یہ ہے کہ اگر ویسے گلا نہ بھی خراب ہو تو نگلتے ہوئے درد ہوتا ہے۔ مستقل گلا کھنکارنے (صاف کرنے) کی خواہش رہتی ہے۔

چینینم آرس میں بھوک بالکل مٹ جاتی ہے اور طبیعت بدمزہ رہتی ہے لیکن بعض دفعہ شدید بھوک لگتی ہے جو ختم ہی نہیں ہوتی، کھانا کھاتے ہی پیٹ پھول جاتا ہے، جلن اور تیزابیت ہو جاتی ہے لیکن پھر بھوک لگ جاتی ہے۔ مچھلی اور انڈا ہضم نہیں ہوتا لیکن الرجی نہیں ہے۔ اگر انڈے سے الرجی ہو جائے تو اس میں کلکیریا کارب اونچی طاقت میں ایک خوراک دینے سے ہی الرجی کی علامات ٹھیک ہو جاتی ہیں۔

چینینم آرس میں ایک ایسی علامت ہے جو عام طور پر دوسری دواؤں میں دکھائی نہیں دیتی کہ متلی کا حملہ ہو تو نیند نہیں آتی لیکن اس میں متلی ختم ہوتے ہی نیند آ جاتی ہے۔ مگر سونے کے کچھ دیر کے بعد ایک دم قے ہو جاتی ہے جس کا مطلب ہے کہ متلی وقتی طور پر دب گئی تھی لیکن اصل وجہ موجود تھی۔

ملیریا کے بعد پیٹ میں جو علامات پیدا ہوتی ہیں وہ سب چینینم آرس میں پائی جاتی ہیں۔ جگر اور تلی ابھری ہوئی مگر سارا پیٹ سکڑ کر کمر کے ساتھ لگ جاتا ہے۔ قبض میں سدے نکلتے ہیں۔ پھل کھانے سے اور گرمیوں کے موسم میں اسہال شروع ہو جاتے ہیں۔ آرسنک میں بھی پھلوں سے الرجی ہو جاتی ہے خصوصاً کھٹے پھل کھانے کے بداثرات کو آرسنک روک دیتی ہے۔ بعض لوگوں کو چاول کھانے سے تکلیف ہوتی ہے۔ نکس وامیکا کی ایک خوراک سے بالکل ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ بعض دفعہ چاولوں کی الرجی کو سلفر کی اونچی طاقت میں ایک خوراک بالکل ٹھیک کر دیتی ہے۔ الرجی کو بروقت پکڑنا بہت ضروری ہے، اگر علامات ظاہر ہو جائیں اور اعضاء بیمار ہونے لگیں تو پھر ان کا علاج مشکل اور لمبا وقت لیتا ہے۔ بروقت استعمال کے لئے ایکونائٹ، آرسنک اور سلفر بہت مفید ہیں۔ یہ تینوں دوائیں ایک ھزار کی طاقت میں فائدہ دیتی ہیں۔

چینینم آرس میں بواسیر کے مسے بھی پائے جاتے ہیں جو پھولے ہوئے نیلگوں ہوتے ہیں۔ خارش بھی ہوتی ہے۔ پیشاب میں البیومن اور شوگر آتی ہے۔ یہ دوا مردانہ و زنانہ جنسی کمزوریوں میں مفید ہے۔ عورتوں میں لیکوریا چھیلنے والا، تکلیف دہ اور خون کی آمیزش کے ساتھ ہوتا ہے۔ حیض مقدار میں بہت زیادہ، کھلے بدبودار، سیاہ یا زردی مائل، لمبا عرصہ چلیں یا پھر بالکل بند ہو جائیں۔ ان علامتوں سے دوا تک پہنچنا مشکل ہے اگر چینینم آرس کی مزاجی علامتیں پائی جائیں تو حیض کی یہ سب تکلیفیں خدا کے فضل سے دور ہو سکتی ہیں۔

چینینم آرس میں سانس کی نالی میں تشنج، چھیلنے کا احساس، سانس کی گھٹن موجود ہے، گہرا سانس لینا مشکل ہوتا ہے کیونکہ خارش ہوتی ہے، دموی کھانسی کی علامت بھی پائی جاتی ہے۔

دل میں درد، تنگی اور گھٹن کا احساس، تشنج، درمیں، کمزوری اور دھڑکن پائی جاتی ہے۔

ہاتھ پاؤں ٹھنڈے، پنڈلیوں میں تشنج، جسم میں بائی کی دردیں، گھٹنوں اور ٹانگوں میں درد، صرف رات کے آخری حصہ میں چین کی نیند آتی ہے۔ ملیریا کے مریضوں میں بھی یہ خاص علامت پائی جاتی ہے کہ رات کے پچھلے پہر مریض کو سکون ملتا ہے چینینم آرس میں بھی یہ علامت نمایاں ہے۔

اگر جلد کا فالج ہو اور جگہ جگہ سے بے حس ہو جائے تو چینینم آرس دوا ہے۔ ہر قسم کی پھنسیاں اور پھوڑے بھی نکلتے ہیں، چھالے بھی عام پائے جاتے ہیں۔

بقیہ - حج کی اہمیت وفلسفہ

بھی وہ بات یاد آگئی۔ جونہی خانہ کعبہ نظر آیا ہمارے نانا جان نے ہاتھ اٹھائے کہنے لگے دعا کرلو۔ وہ کچھ اور دعائیں مانگنے لگ گئے مگر میں نے تو یہی دعا کی کہ یا اللہ اس خانہ کعبہ کو دیکھنے کا مجھے روز روز کہاں موقعہ ملے گا آج عمر بھر میں قسمت کے ساتھ موقعہ ملا ہے پس میری تو یہی دعا ہے کہ تیرا اپنے رسول ﷺ سے وعدہ ہے کہ اس کو پہلی دفعہ حج کے موقعہ پر دیکھ کہ جو شخص دعا کریگا وہ قبول ہوگی میری دعا تجھ سے یہی ہے کہ ساری عمر میری دعائیں قبول ہوتی رہیں۔ چنانچہ اس کے فضل اور احسان سے میں برابر یہ نظارہ دیکھ رہا ہوں کہ میری ہر دعا اس طرح قبول ہوتی ہے کہ شاید کسی اعلیٰ درجہ کے شکاری کا نشانہ بھی اس طرح نہیں لگتا۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۴۵۰)

الحمد للہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال ہی افراد جماعت احمدیہ حج بیت اللہ کی توفیق پاتے ہیں اور جو کسی وجہ سے اس فرض کی ادائیگی سے رہ جاتے ہیں۔ ان کی قلبی کیفیت کا مظہر یہ شعر ہے۔

جِسْمِی یَطِیرُ اِلَیکَ مِن شَوْقٍ عَلاَ
میرا جسم شوق غالب کے سبب تیری طرف اڑا جاتا ہے
یَالَیتَ کَانَتْ قُوَّۃُ الطَّیَران
اے کاش مجھ میں قوت پرواز ہوتی

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس عظیم الشان عبادت سے مستفید ہونے کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ - عیدالاضحیٰ کا تاریخی پس منظر

ایمان تازہ ہو گیا۔

اس طرح سے پانی کا تو انتظام ہوا کھانے کا انتظام خدا تعالیٰ نے یہ کیا کہ کر قبیلہ جرہم کا ایک قافلہ راستہ بھول کر وہاں پہنچا چونکہ پانی ان کے پاس ختم ہو چکا تھا اور ہمیشہ اس راستہ پر پانی کی تکلیف ہوتی تھی ان سے اجازت لیکر ایک مستقل پڑاؤ اپنا اس جگہ پر انہوں نے بنا لیا اور اپنے آپ کو اسماعیل کی رعایا قرار دیا اور اس طرح اس شہر کی بنیاد پڑی جو مکہ کے نام سے مشہور ہے۔

جب اسماعیل نوجوان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ابرہیمؑ کو حکم دیا کہ اب جا اور اس مقصد کو پورا کر کہ جس کیلئے اسماعیلؑ کو اس بے آب وگیاہ وادی میں رکھا گیا۔ یعنی ہمارے قدیم معبد کو پھر نئے سرے سے بنا۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ پھر اس جگہ آئے اور حضرت اسماعیلؑ کے ساتھ مل کر اس گھر کو پھر سے تعمیر کیا۔ جو بیت اللہ کہلاتا ہے اور اس طرح اسماعیلؑ کی قربانی سے دنیا کی زندگی کی بنیاد پڑی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں "باقی رہا یہ سوال کہ خدا تعالیٰ نے مزدلفہ اور عرفات کو کیوں اس شرف کیلئے چنا۔ میرا خیال ہے کہ عرفات ساحل سمندر کی طرف ہے اور حضرت ابراہیمؑ اس راستہ سے ان کو چھوڑنے کیلئے شام سے آئے اور عرفات وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی تجلی ظاہر ہوئی اور مزدلفہ وہ مقام ہے جہاں آپ سے وعدہ کیا گیا کہ اس قربانی کے بدلہ میں بہت بلند درجات عطا ہوں گے۔ مزدلفہ قرب پر دلالت کرتا ہے اور عرفات عرفان پر منیٰ وہ مقام ہے جہاں حضرت ہاجرہؓ گھبرائی ہوئی پہنچیں۔ اس جگہ کو شیطان کو روڑے مارے جاتے ہیں چونکہ آپ گھبرائی ہوتی تھیں مگر جب حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ خدا کے حکم سے تم کو یہاں چھوڑے جاتا ہوں اور انہوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ تو گویا شیطان ہمیشہ کیلئے مار دیا گیا۔ یہ ساری جگہیں قربانی سے تعلق رکھتی ہیں۔

پس آج کے دن در حقیقت ہم اس بات کی یاد تازہ کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے خدا کیلئے اپنے بیٹے کو ذبح کر دیا لیکن خدا نے اس کو زندہ کیا اور ہمیشہ کیلئے اسے زندہ کیا اور دنیا میں اس کا نام روشن کر دیا اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ دنیا میں وہی قومیں ترقی کر سکتی ہیں جو عملاً قربانی کرنے کی عادی ہوں"۔ پس عیدالاضحیٰ اس واقعہ کی یادگار ہے۔ یعنی اس بکرے کی قربانی کے بدلہ میں نہیں جو اسماعیلؑ کے بدلے حضرت ابراہیمؑ نے ذبح کیا بلکہ خود اسماعیلؑ کی قربانی کی یاد میں جو بیت اللہ کو آباد رکھنے کیلئے کی گئی تھی۔ ☆☆☆

......وصایا......

وصیت نمبر ۱۵۰۱۴: میں محمد رشید طارق ولد مکرم محمد سعید انور صاحب مودھا مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر ۳۱ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹۶-۱۲-۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔

اس وقت میری ماہوار تنخواہ ۲۰۳۴ روپیہ ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ اگر مزید کبھی کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں گا اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں گا اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شدہ	العبد	گواہ شد
ملک محمد مقبول طاہر قادیان	محمد رشید طارق قادیان	محمد نعمان کارکن بہشتی مقبرہ

وصیت نمبر ۱۵۰۱۵: میں کے پی عبد القادر صاحب ولد مکرم کے پھری کٹی قوم احمدی مسلمان پیشہ قلعی عمر ۷۳ سال تاریخ بیعت ۲۸ دسمبر ۱۹۹۲ء ساکن کوچین ڈاکخانہ کوچین ضلع ارناکلم صوبہ کیرالہ۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹۴-۹-۲۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

خاکسار کی منقولہ جائیداد کے طور پر ۱۵۰۰۰ (پندرہ ہزار روپیہ) نقد موجود ہے غیر منقولہ جائیداد چار سینٹ زمین ہے جس کی موجودہ قیمت چودہ ہزار ۱۴۰۰۰ روپے ہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد بارہ سو ۱۲۰۰ روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
ایس ایچ بشیر الدین	پی کے عبد القادر	پی کے علی

وصیت نمبر ۱۵۰۱۶: میں محمد حبیب اللہ ولد مکرم علی بہادر صاحب قوم کالس گوجر پیشہ ملازمت صدر انجمن احمدیہ عمر ۳۳ سال پانچ ماہ پیدائشی احمدی ساکن کسبلاڑی بریلہ ڈاکخانہ کسبلاڑی ضلع پونچھ صوبہ جموں۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹۷-۱-۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کوئی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ البتہ میرے والد صاحب کی درج ذیل جائیداد ہے جو ابھی تقسیم نہیں ہوئی۔

۱۔ چالیس کنال زرعی زمین واقع کسبلاڑی بریلہ پونچھ۔ ۲۔ مکان تین عدد مذکورہ بالا جائیداد کے حصہ دار پانچ بھائی اور تین بہنیں ہیں۔ جب بھی خاکسار کو اس میں سے حصہ ملے گا دفتر بہشتی مقبرہ کو اطلاع کروں گا۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس کے علاوہ میرے پاس اس وقت مبلغ ر/۵۰۰۰ روپیہ نقد ہیں۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میں اس وقت وقف جدید بیرون کے تحت بطور معلم خدمت سرانجام دے رہا ہوں۔ میری ماہوار تنخواہ اس وقت مبلغ ۷۵۸ روپیہ ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ اگر اس کے علاوہ مزید کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں گا اس کی بھی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
ملک محمد مقبول طاہر قادیان	محمد حبیب اللہ	شریف احمد

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N 61/57

FAX - 01872 -20105

☎ 01872- 20757

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516

DISTT - GURDASPUR, PUNJAB (INDIA).

VOL - 46 THURSDAY APRIL 10th 1997 ISSUE NO- 15

ہومیو پیتھی طریقِ علاج کے متعلّق آسان اور مُفید معلومات

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے

ہومیو پیتھی اسباق سے مرتّبہ کتاب "ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار.

(قسط نمبر ۲۴)

چیلی ڈونیم

CHELIDONIUM

چیلی ڈونیم جگر کی اکثر بیماریوں میں بہت اہم اور مفید دوا ہے۔ اس کے علاوہ کھانسی سے بھی اس کا گہرا تعلق ہے عموماً اس کی کھانسی کی جڑ دائیں پھیپھڑے میں ہوتی ہے۔ گلے میں خراش کی وجہ سے بار بار کھانسی اٹھے اور کسی اور دوا افاقہ نہ ہو تو چیلی ڈونیم دینے سے غیر معمولی فائدہ ہوتا ہے۔ ایک مریض کئی سال سے ایسی کھانسی میں مبتلا تھا میں نے اسے چیلی ڈونیم کے ساتھ ریومیکس ملاکر دی اللہ کے فضل سے بہت جلد نمایاں فرق پڑگیا۔ ریومیکس بھی پرانی کھانسیوں کے لئے اچھی دوا ہے۔ عموماً خشک کھانسی میں مفید ثابت ہوتی ہے۔

چیلی ڈونیم کی کھانسی کی خاص علامت یہ ہے کہ ہر وقت گلے میں خراش اور جلن رہتی ہے جس سے مریض بے چین رہتا ہے اور اس کیفیت سے تنگ آکر زندگی سے ہی بیزار ہو جاتا ہے۔ چیلی ڈونیم اس کیفیت میں انتہائی مفید اور مؤثر دوا ہے۔ کھانسی کی تیزی اور شدت کو ختم کرکے اس میں نرمی پیدا کر دیتی ہے جس سے طبعاً مریض کا چڑچڑاپن اور غصہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ کھانسی کی دوسری دواؤں سے آہستہ آہستہ مکمل شفا تو ضرور ہو جاتی ہے لیکن یوں ایک دم چین نہیں آتا۔ چیلی ڈونیم میں کھانسی موجود ہونے کے باوجود بے ضرر ہوجاتی ہے۔

اس کی کھانسی کے ساتھ ہلکا ہلکا چپٹا ہوا بلغم موجود رہتا ہے جو نکلتا نہیں۔ اگر نکل بھی جائے پھر بھی گلا صاف نہیں ہوتا فوراً دوبارہ خراش شروع ہو جاتی ہے۔

چیلی ڈونیم یرقان کی چوٹی کی دوا ہے، نمونیہ میں بھی بہت مفید ہے اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی بیماری پلورسی (Pleurisy) جس میں پھیپھڑوں کی نچلی سطح پر سوزش ہو جاتی ہے میں بھی مفید ہے۔

چیلی ڈونیم کے مریض کے پیشاب کا رنگ زرد ہوتا ہے جس میں زہریلی سی تیزی پائی جاتی ہے۔ اگر قبض ہو تو اجابت سخت گولیوں کی شکل میں ہوتی ہے جیسے بکری کی مینگنیاں ہوتی ہیں۔ اسہال شروع ہو جائیں تو ان کی رنگت بھوری مٹی کی طرح ہوتی ہے۔ قبض اور اسہال آپس میں ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ معدہ کا درد کمر تک پھیل جاتا ہے۔ کھانا کھانے سے وقتی طور پر معدہ کی تکلیفوں میں آرام محسوس ہوتا ہے۔ گرم خوراک اور گرم پانی مرغوب ہوتا ہے خصوصاً گرم دودھ پینے کی شدید خواہش ہوتی ہے۔

چیلی ڈونیم پتے کی پتھری میں بھی مفید ہے اس کا درد پیچھے کمر کی طرف پھیل جاتا ہے جبکہ بربرس کے مریض کا درد چاروں طرف پھیلتا ہے۔ چیلی ڈونیم کی برائیونیا سے بھی مشابہت ہے۔ اس کی تکلیفیں بھی عموماً دائیں طرف ہوتی ہیں، حرکت سے تکلیف بڑھتی ہے لیکن فرق یہ ہے کہ برائیونیا میں جس طرف تکلیف ہو مریض اسی کروٹ پر لیٹتا ہے۔ چیلی ڈونیم میں مریض اس کروٹ لیٹے تو تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ چیلی ڈونیم میں گرمی سے سر درد میں اضافہ ہوتا ہے، گرم ملکوں میں یہ دوا گرمی کی شدت سے پیدا ہونے والے سر درد میں مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ میں عموماً لو لگنے اور دھوپ کی شدت سے پیدا ہونے والے سر درد کے لئے تین دوائیں ملاکر استعمال کرتا ہوں جو بہت مؤثر ثابت ہوتی ہیں۔ دھوپ میں نکلنے سے پہلے ایک گلاس سادہ پانی پی لینا چاہئے نیز گلونائن، نیٹرم میور، جلسیمیم ملا کر ۳۰ کی طاقت میں دن میں تین چار دفعہ استعمال کرنے سے گرمی کی بہت سی تکلیفوں سے نجات مل سکتی ہے۔

چیلی ڈونیم میں سر درد کے ساتھ غنودگی اور چکر بھی آتے ہیں، سر بھاری اور سن ہونے کا احساس بھی ہوتا ہے۔ آگے کی طرف گرنے کا رحجان ہوتا ہے سر درد دائیں طرف کان کے پیچھے کندھے تک پھیل جاتا ہے۔ دائیں کندھے اور سینہ کے دائیں طرف درد ہوتا ہے۔ کھانسی کے ساتھ بلغم کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے نکلتے ہیں۔ ہتھیلیاں اور کلائیاں دکھتی ہیں، انگلیوں کے کنارے برف کی طرح ٹھنڈے ہوتے ہیں۔

آنکھوں کے سفید پردے کا رنگ زردی مائل ہو جاتا ہے۔ اوپر دیکھنے سے آنکھوں میں درد ہوتا ہے۔ آنسو نکلتے رہتے ہیں، اعصابی دردیں عموماً دائیں آنکھ کے اوپر اپنا مقام بناتی ہیں۔ مریض کے چہرے کا رنگ زرد ہوتا ہے۔ یہ زردی رخساروں اور ناک پر نمایاں ہوتی ہے۔ جلد خشک اور زردی مائل ہوتی ہے۔ زبان پر بھی زردی چھائی رہتی ہے اور ڈھیلی ڈھالی ہو جاتی ہے۔ جگر کی خرابی کی وجہ سے قے آنے کا بھی رحجان ہوتا ہے۔ گردوں میں جلن اور خراش ہوتی ہے اور پیشاب میں چھیچھڑے آتے ہیں۔ جسم کو ہاتھ لگانے سے دکھن کا احساس ہوتا ہے، کولہے اور رانوں میں درد ہوتا ہے، پاؤں کی ایڑیوں میں بھی ناقابل برداشت درد چیلی ڈونیم کی علامت ہے۔

چینینم آرس

CHININUM ARS.

(Arsenite of Quinine)

چینینم آرس ان لوگوں کی دوا ہے جن کے خون کا نظام لمبی بیماریوں کی وجہ سے درہم برہم ہوچکا ہو۔ جگر کے افعال سست پڑ گئے ہوں اور ہڈیوں کے گودا میں نقص واقع ہوگیا ہو۔ خون کی کمی کی وجہ سے چہرہ پر ورم اور بے رونقی ہو۔ جھریاں پڑنے لگیں اور بہت تیزی سے بڑھاپے کے آثار ظاہر ہوں مریض بالکل کھوکھلا اور بے جان دکھائی دینے لگے چینینم آرس ایسے مریضوں کے لئے مثالی دوا ہے لیکن اس کے باوجود چینینم آرس کے بنیادی مزاج کو سمجھے بغیر اس سے استفادہ نہیں کیا جاسکتا۔

چینینم آرس چائنا اور آرسنک سے مل کر بنتی ہے۔ چائنا سنکونا بارک سے بنتی ہے جس سے پرانے زمانے میں کونین بنتی تھی جو ملیریا کی سب سے چوٹی کی دوا سمجھی جاتی تھی بعد میں اور بہت سی دوائیں ایجاد ہوئیں لیکن کونین کا اپنا ہی مقام ہے۔ چائنا کو آرسنک سے ملا کر جو دوا تیار کی جاتی ہے اس کا نام چینینم آرس ہے۔ ملیریا کا خون کے نظام پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ خون کے سرخ ذرات پر جراثیم کا حملہ ہوتا ہے اور انہیں کھا جاتے ہیں اور کھوکھلے چھلکے باقی رہ جاتے ہیں۔ ان سرخ خلیوں کو توڑ پھوڑ کر ملیریا کے جراثیم جگر میں واپس چلے جاتے ہیں جو ان کی کمین گاہ ہے ان کے حملہ کے دوران جسم میں شدید سردی کا احساس ہوتا ہے کیونکہ خون کے وہ ذرات جو جسم میں گرمی پیدا کرتے ہیں کھوکھلے ہو جاتے ہیں اور اس کے ردعمل کے طور پر جسم کانپنے لگتا ہے اور بخار ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں ہومیوپیتھک دوا دینا خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ ملیریا کی دوا ہمیشہ اترتے ہوئے بخار میں دینی چاہئے کیونکہ اس وقت وہ خون کو ان جراثیم کے حملہ کے لئے تیار کر دیتی ہے جو جگر سے باہر نکلنے والے ہوتے ہیں۔ باہر آتے ہی وہ پکڑے جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں ردعمل ظاہر ہوتا ہے، بخار وقت سے قدرے پہلے آتا ہے لیکن پہلے حملہ سے نسبتاً کم ہوگا اور جلد اتر جائے گا۔ اگلے بخار سے پہلے پھر دوا دیں تو دو تین حملوں کے بعد ملیریا ختم ہو جاتا ہے لیکن دوا کی تشخیص درست ہونی ضروری ہے۔ اگر دوا صحیح نہ ہو تو ردعمل کو بعینہ یہ علم نہیں ہوتا کہ کس قسم کے جراثیم کا مقابلہ کرنا ہے۔ اگر یہ ایک ہی قسم کے جراثیم بھی ہوں تب بھی جسم کی کیفیت کے پیش نظر ہر ملیریا کے حملہ کے لئے الگ قسم کے دفاعی خلیوں کو حرکت میں آنا پڑتا ہے۔ یہ بہت پیچیدہ معاملہ ہے اس لئے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ صحیح پیغام دینا ضروری ہے۔ مریض کی مکمل کیفیت کا علم ہونا چاہئے کہ بخار کی نوعیت کیا ہے۔ جراثیم کے طریقہ کار اور انسانی جسم کے مزاج کے مطابق دوا معلوم ہو جائے اور وہ بخار کے دو حملوں کے درمیان یا اترتے بخار میں دی جائے تو حیرت انگیز فائدہ دکھاتی ہے۔ بسااوقات اگلا بخار ہوتا ہی نہیں یا وقت سے بہت پہلے آتا ہے اور جلد ختم ہو جاتا ہے۔ ملیریا میں بخار وقت سے پہلے آئے اور زیادہ ہو تو ہرگز اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں کہ مریض اچھا ہو رہا ہے وقت سے پہلے بخار کا آنا کافی نہیں۔ وقت سے پہلے کمزور حالت میں بخار کا واپس آنا ضروری ہے ورنہ بعض دفعہ ملیریا کے حملے اس قدر شدت اختیار کر جاتے ہیں کہ دو بخار آپس میں مل جاتے ہیں اور ان کا درمیانی وقفہ تنگ ہو جاتا ہے۔ یہ صورتحال تیزی سے موت کی طرف لے جاتی ہے۔ علاج سے فرق نہ پڑے تو فوراً اپنی شکست تسلیم کرلیں اور مریض کی جان بچانے کی فکر کریں اور اسے دوسرے طرز علاج کے سپرد کردیں۔ آجکل جدید دوائیں نکلی ہیں وہ بہت موثر ہیں لیکن ان سے دوبارہ ملیریا بخار ہوگا پھر دوبارہ غور و فکر کے بعد ان کا علاج شروع کریں بعض دفعہ دو تین ناکامیوں کے بعد اصل دوا مل جاتی ہے۔

چینینم آرس میں آرسنک اور چائنا دونوں ملیریا کی چوٹی کی دوائیں ہیں۔ اگر بخار کی علامات شروع ہونے سے پہلے آرسنک ایک ہزار کی طاقت میں دے دی جائے تو بسااوقات ایک خوراک ہی کافی ہوتی ہے۔ آرنیکا کی اونچی طاقت بھی ملیریا کے لئے حفظ ماتقدم کے طور پر استعمال کرنی چاہئے۔ ان دواؤں کے صحیح استعمال کا طریقہ آنا چاہئے۔ بخار کے دوران ہنگامی حالت میں دوا دیں گے تو فائدہ نہیں ہوگا۔ لیکن بروقت دیں اور پھر اثرات کا مشاہدہ کریں۔

ملیریا کے ختم ہونے کے بعد جو بداثرات جسم میں باقی رہ جاتے ہیں چینینم آرس ان کو دور کرنے کے لئے بہترین دوا ہے۔ عموماً جگر اور تلی بڑھ جاتی ہے جلد پر خشکی اور بے رونقی نظر آتی ہے، سانس چڑھتا ہے بھوک ختم ہو جاتی ہے ایسی صورت میں چینینم آرس حیرت انگیز فائدہ دکھاتی ہے اور بالکل گرے ہوئے مریض کو اٹھاکر آہستہ آہستہ اس کی کھوئی ہوئی طاقتیں بحال کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

ٹھنڈی ہوا سے تکلیفیں بڑھ جاتی ہیں جسم میں ہر وقت سردی کا مخفی احساس رہتا ہے۔ مزمن اسہال پتلے پانی کی طرح پتلے اور متعفن ہوتے ہیں۔ جسم میں جگہ جگہ ورمیں پائی جاتی ہیں۔ حرکت سے سخت نفرت ہوتی ہے اور مریض بے حس و حرکت لیٹ کر پڑا رہنا پسند کرتا ہے۔ چینینم آرس میں دھڑکن بھی پائی جاتی ہے جو سارے جسم میں انگلیوں کے کناروں تک محسوس ہوتی ہے۔ نبض کمزور اور باریک دھاگے کی طرح بہت ہلکی سی چلتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

چینینم آرس میں لیکسز کی طرح سونے کے بعد تکلیفیں بڑھتی ہیں۔ یہ بھی ملیریا کا ایک خاصہ ہے اگر مریض سو جائے تو بخار اور بھی تیز ہو جاتا ہے اور غنودگی اور بے چینی سی ہوتی ہے۔ ملیریا میں پہلے پسینہ پھوٹے اور جسم میں خنکی کا احساس ہو تو پھر سکون کی نیند آتی ہے، بخار کی حالت میں ملیریا کی نیند اچھی علامت نہیں ہے۔

چینینم آرس کے مریض کے لئے چلنا دوبھر ہوتا ہے۔ چلنے سے تکلیفوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ہوا اور جھکڑ سے تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ غصہ جلدی آتا ہے، بدمزاج ہو جاتا ہے اور گفت و شنید پسند نہیں کرتا۔ جسم میں بے چینی رہتی ہے جو شام کو بڑھ جاتی ہے۔ مریض کو یہ احساس رہتا ہے کہ ایسا گناہ گار ہوں کہ بخشا نہیں جاسکتا۔ سلیشیا اور تھوجا میں بھی یہ احساس ہوتا ہے۔ ان تینوں دواؤں میں ضمیر کا احساسِ گناہ معمولی باتوں پر ہوتا ہے۔ بعض ایسی دوائیں ہیں جن میں فرضی گناہ کا خیال ہوتا ہے بالکل معصوم لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم نے فلاں فلاں گناہ کردیا ہے یہ ایک دماغی بیماری ہے۔ چینینم آرس میں مریض بالکل معمولی چیزوں پر اپنے آپ کو گناہ گار سمجھنے لگتا ہے اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر وہم میں مبتلا ہوکر خوف اور توہمات کا شکار ہو جاتا ہے اور ایسے مریض کو بعض دفعہ عجیب و غریب نظارے بھی نظر آنے لگتے ہیں۔ چینینم آرس کے مریض کو بخار ہو تو وہ گھبرا کر بستر سے باہر نکلتا ہے۔ ہر وقت بے چین رہتا ہے۔ آہستہ آہستہ زندگی سے مایوسی اور نفرت ہونے لگتی ہے، شور ناقابلِ برداشت ہوتا ہے، یاد داشت کمزور پڑ جاتی ہے۔ ایسے مریض جنہوں نے زندگی اوباشی اور عیاشی میں گزاری ہو ان میں چینینم آرس کی علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔

چینینم آرس میں اعصابی کمزوری اور خون کی کمی سے سوتے ہوئے جھٹکا لگتا ہے یہ علامت گرانڈیلیا اور بعض اور دواؤں میں بھی پائی جاتی ہے۔ روزمرہ زندگی میں معدہ کی خرابی، تیزابیت اور اعصابی دباؤ کی وجہ سے جھٹکا لگے تو سب سے زیادہ کارآمد اور فائدہ مند دوا گرانڈیلیا ہے لیکن اگر آرسنک کا مریض ہو تو گرانڈیلیا کام نہیں کرے گی کیونکہ آرسنک کا مریض ایک الگ شخصیت ہے اس میں آرسنک ہی کام کرے گی۔ باقی دواؤں میں بھی چھوٹے چھوٹے علامتوں کے فرق سے بعض دفعہ ایک کے بجائے دوسری دوا دینی پڑتی ہے لیکن گرانڈیلیا کا جھٹکوں کے ساتھ ایسا گہرا تعلق ہے کہ مجھے اکثر مریضوں میں گرانڈیلیا کی ایک ہی خوراک دینی پڑی ہے اس کے بعد دوبارہ ضرورت پیش نہیں آئی اتنا تیز کام کرتی ہے کہ بعض مریض جو کئی کئی دن ان جھٹکوں کی وجہ سے سو نہیں سکے تھے چین سے سونے لگے اور پھر لمبا عرصہ دوبارہ دینے کی ضرورت پیش نہیں آئی حالانکہ میں صرف ۳۰ طاقت میں استعمال کرواتا ہوں۔ گرانڈیلیا میں جھٹکا عموماً دل کی کمزوری کی وجہ سے ہوتا ہے۔ مریض دل پر ہاتھ مارتا ہے۔

چینینم آرس میں بھی یہ علامت پائی جاتی ہے اس میں اعصابی کمزوری اور خون کی کمی کی وجہ سے جھٹکا لگتا ہے درد کے احساس سے آنکھ کھل جاتی ہے اور درد بجلی کے کوندے کی طرح جسم میں پھیل جاتا ہے۔ خون کے ذرات دماغ اور اعصاب کو طاقت دیتے ہیں جہاں ان ذرات میں کمی آ جائے وہاں دماغ اور اعصاب کو بھوک محسوس ہوتی ہے جس کی وجہ سے بے چینی اور غصہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ غذا کی کمی کی علامت ہے اور اس کی وجہ سے جسم کھوکھلا ہو جاتا ہے، خون کے ذرات کم ہو جاتے ہیں ایسا کمزور خون اعصاب اور دماغ کی بھوک مٹا نہیں سکتا اس وجہ سے نیند کے وقت بھی بے چینی مریض کو اٹھا دیتی ہے اور چکر بھی آتے ہیں۔ خون میں حدت اور توانائی کم ہونے کی وجہ سے جسم اور ماتھا بالکل ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ ہر دوا میں یہ علامت خون کی کمی کی وجہ سے نہیں ظاہر ہوتی۔ آرنیکا، ایکونائٹ اور بیلاڈونا پرخون دوائیں ہیں ان میں جہاں خون کا دباؤ ہو وہاں گرمی اور حدت پیدا ہوتی ہے اور جسم کے دوسرے کنارے ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔ لیکن اتنے قریب کے فاصلہ میں کہ سر گرم ہو اور ماتھا ٹھنڈا ہو جائے چینینم آرس کی خاص علامت ہے۔

چینینم آرس میں دائیں طرف کے پہلو میں زیادہ کمزوریاں ظاہر ہوتی ہیں مثلاً گردن کا دایاں حصہ یا دایاں بازو متاثر ہوتا ہے آہستہ آہستہ بل پڑنے لگتے ہیں تشنج اور کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ سر میں درد رات کے وقت نمودار ہوتا ہے۔ نزلے میں بھی سر درد شروع ہو جاتا ہے۔ عموماً جب نزلہ دب جائے تو درد میں اضافہ ہو جاتا ہے سر میں ہتھوڑے پڑنے کا احساس ہوتا ہے۔ یہ احساس عموماً خون کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ علامت نیٹرم میور میں بھی نمایاں ہے کیونکہ یہ بھی خون کی کمی کی بہترین دوا ہے اس میں خون میں پانی کی مقدار زیادہ ہو جاتی ہے۔ چینینم آرس میں خون کے ذرے کم ہونے کی وجہ سے خون کی کمی ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی ورمیں پھولی ہوئی اور کھوکھلی ہوتی ہیں۔ سر کے باہر بھی عضلات میں درد ہونے لگتا ہے، سردی میں تکلیفیں بڑھ جاتی ہیں۔

چینینم آرس میں آنکھوں کی علامتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ روشنی سے زود حسی، گرم آنسو بہتے ہیں، نیٹرم میور میں بھی یہ علامتیں پائی جاتی ہیں۔ نیٹرم میور بھی ملیریا کی چوٹی کی دوا ہے۔

چینینم آرس میں زخم ایک آنکھ میں نہیں بلکہ دونوں آنکھوں میں پائے جاتے ہیں۔ السر

(باقی صفحہ 15 پر دیکھیں)

سیٹنگ وڈیزائننگ : کرشن احمد۔ نورالدین چراغ